توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اور

اسکی سزا

فرمودہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس اللہ سرہٗ

رکن ... مجلس معہد اشرفیہ لاہور

جمع و ترتیب

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہم

مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور و دارالعلوم کورنگی کراچی

ادارہ اسلامیات ۱۹۰-انارکلی لاہور۲، پاکستان

۷۲۳۹۹۱-۳۵۳۲۵۵

توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اور

اسکی سزا

از

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی دامت برکاتہم

دارالافتاء ۔ جامعہ اشرفیہ ۔ لاہور

جمع و ترتیب

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہم

مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور و دارالعلوم کورنگی ۔ کراچی

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔انارکلی لاہور ۲، پاکستان

۷۲۳۹۹۱ ـــ ۳۵۳۲۵۵

نام کتاب ـــــــــ "توہینِ رسالتؐ اور اُس کی سزا"

تاریخ طباعت ـــــــــ جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق رجب ۱۴۱۵ھ

باہتمام ـــــــــ اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

کتابت ـــــــــ مُشتاق احمد جلالپوری

قیمت ـــــــــ

ناشران

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

فون نمبر ۳۵۳۲۵۵ ـــ ۷۲۴۳۹۹۱

ملنے کے پتے

اِدارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲

دارالاشاعت اُردو بازار کراچی ۱

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴

ادارۃ القرآن لسبیلہ چوک گارڈن ویسٹ کراچی

بیت القرآن، اُردو بازار۔ کراچی ۱

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرض ناشر	۴
۲	عرض مرتب	۵
۳	سلمان رشدی کی گستاخیوں سے متعلق برطانیہ سے استفتاء	۹
۴	الجواب	۱۴
۵	قرآن شریف کی بائیس ۲۲ آیات	۱۴
۶	چالیس ۴۰ احادیث مبارکہ	۲۵
۷	گستاخی کی سزا سے متعلق علمائے اُمت کا اجماع۔ دس ۱۰ حوالے	۴۴
۸	قیاس شرعی اور عقل کی روشنی میں سات ۷ وجوہات	۶۰
۹	فقہاءِ کرامؒ کے دس حوالہ جات	۶۳
۱۰	قتل مرتد کے طریقہ پر فقہ حنفی کی تین عبارات	۷۷
۱۱	معافی ایک دھوکہ ہے	۷۹
۱۲	خلاصہ (چھ نکات)	۸۱
۱۳	سچی توبہ سے قتل معاف ہونے کے قائل دو علماء کی عبارات	۸۳
۱۴	سچی توبہ کا طریقہ	۸۶
۱۵	ضمیمہ ۱ قائد ایران کے مثالی اقدامات (سات نکات)	۸۸
۱۶	ضمیمہ ۲ اسرائیل کا دُنیا بھر کو الٹی میٹم (سات نکات)	۹۰
۱۷	استفتاء کے نمبروار جوابات۔	۹۲

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ اپنے موضوع پر اہم فقہی دستاویز ہے جس میں قرآن وسُنّت اور فِقہ اسلامی کے مستند حوالوں سے توہینِ رسالت کی سزا اور اس سے متعلق شرعی احکام تفصیل سے واضح کئے گئے ہیں۔

یہ تحریر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ نگرانی، محمود اشرف عثمانی استاذ ورفیق دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور نے مرتب کی تھی جو ماہنامہ "الحسن" کی ایک خصوصی اشاعت میں بطور فتویٰ شائع ہوئی۔ یہ تحریر "اسلام ومسلمان اور رُشدی سلمان" کے نام سے رشدی سلمان گستاخ کی شرعی سزا کی وضاحت کرنے کے لئے شائع ہوئی تھی، مگر اس میں گستاخِ رسول اور اُس کی سزا سے متعلق اصولی احکام مفصّل ذکر کر دیئے گئے تھے اس لئے مناسب معلوم ہُوا کہ عام استفادہ کے پیشِ نظر اسے عام فہم نام ہی سے شائع کیا جائے۔ چنانچہ اب یہ کتاب "توہینِ رسالت اور اُس کی سزا" کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

امید ہے کہ اس موضوع پر یہ تحریر علمی خلا کو پُر کرے گی۔

والسلام

اشرف برادران

لاہور

عرضِ مرتّب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

امابعد! زیر نظر رسالہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے درحقیقت ایک استفتاء کا مفصّل جواب ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ آج سے چھ سال قبل سلمان رشدی نامی ایک شخص نے اپنی کچھ مغلّظات انگریزی ناول کی شکل میں شائع کیں تو پوری دُنیا کے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ عالمِ اسلام کے سرکردہ افراد مختلف اسلامی تنظیموں اور مسلمانانِ عالمِ اسلام نے اس گستاخ دریدہ دہن شخص کو سزا دینے کا مطالبہ کیا اور اس کے لئے پُوری دُنیا میں احتجاج کی آوازیں بلند ہُوئیں۔ عالمِ اسلام کے اس احتجاج پر اسرائیل نے مجرم کو پناہ دینے کا اعلان کیا تو ایران نے اس دریدہ دہن شخص کو موت کے گھاٹ اُتارنے والے فرد کے لئے خصوصی انعام مقرر کیا۔ اس موقع پر یہ سوال بھی اُٹھا کہ اسلامی شریعت میں ایسے گستاخ شخص کی سزا کیا ہے؟ برطانیہ کے کچھ معزز مسلمانوں نے اسی سوال پر مبنی ایک استفتاء جامعہ اشرفیہ لاہور کے دارالافتاء میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہٗ کی خدمت میں ارسال کیا اور تفصیلی جواب کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت والا مدظلہم نے اس ناچیز کو تفصیلی جواب مرتب کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حسب الحکم احقر روزانہ آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ طیبہ اور علماء، فقہاء اور محدثین کی عبارات اُردو ترجمہ کے ہمراہ مرتب کر کے حضرت ممدوح کی خدمت میں پیش کرتا اور آیات وعبارات کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دیتا جسے حضرت اپنے قلم سے پُر فرماتے اور اس میں بیش بہا نکات درج فرماتے۔

اس طرح یہ پورا فتویٰ احقر کے استاذ و مربی، فقیہ محقق، بقیۃ السلف حضرت اقدس مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی (مدّ اللہ ظلہم العالی بالصحۃ والعافیۃ) کے قلم یا اُن کے املاء کا فیض ہے۔ صرف عربی عبارات اور اُن کے اردو ترجمہ کا حصہ احقر نے جمع کر کے مرتب کیا (اور غالباً خلاصہ اور استفتاء کے نمبروار جواب بھی احقر کے قلم سے ہوئے تھے) بہر حال یہ فتویٰ حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا اہم مجموعہ بھی ہے اور غالباً اس موضوع پر اُردو زبان میں یہ سب سے تفصیلی فتویٰ ہے جس میں توہینِ رسالت کی سزا کے فقہی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے اور مستند دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ یہ تفصیلی فتویٰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ میں مرتب ہُوا اور کچھ ہی عرصہ بعد ماہنامہ "الحسن" کی خصوصی اشاعت میں شائع کیا گیا۔

ابھی حال ہی میں (یعنی ۱۴۱۵ھ میں) پاکستان میں توہینِ رسالت کے قانون سے متعلق عوامی حلقوں میں ایک بحث چھڑی تو بعض رسائل میں اس فتویٰ کی بعض عبارات شائع ہوئیں مگر وہ نا تمام عبارات تھیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا بھی امکان تھا اس لئے خیال ہُوا کہ یہ مکمل فتویٰ نئے عنوان کے ساتھ باقاعدہ کتاب کی شکل میں طبع ہو کر محفوظ ہو جائے تاکہ حضرت ممدوح دام ظلہم اور اس ناچیز کے لئے باعثِ اجر و ثواب ہو اور اس موضوع کے متلاشی حضرات کے لئے استفادہ کرنا ممکن ہو۔ چنانچہ اب یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالےٰ اسے نافع بنائیں، اللہ تعالےٰ ہم سب کے دِلوں میں ایمان کی قوت و حلاوت پیدا فرمادیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت و محبّت ہماری رَگ رَگ میں پیوست فرمادیں۔ آمین

فقط

احقر محمود اشرف غفراللہٗ

۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام و مُسلمان

اور

رُشدی سلمان

سلمان رُشدی کی انسانیت سوز گالیوں پہ ایک نظر

ایسے گستاخ شخص کی سزا سے متعلق

- قرآن شریف کی آیات
- چالیس احادیثِ مبارکہ
- اجماع امت کے دس حوالہ جات
- قیاسِ عقل کی سات وجوہات
- مذاہب اربعہ کے دس جلیل القدر فقہاء کے اقوال
- اجرائے سزا پر فقہی عبارات
- رشدی کی مبینہ معافی کے دھوکہ ہونے اور سچی توبہ کی شرائط کا بیان

نیز بطور ضمیمہ جات

- قائد ایران کے اقدامات پر سات نکات
- اسرائیل کے کردار سے متعلق سات انکشاف

از

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم العالی۔ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

جمع وترتیب

محمود اشرف عثمانی، رفیق دارالافتاء واستاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

(مضمون کی پہلی اشاعت کا عکس)

استفتاء

محترم ومکرم حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' !

شاتمِ رسول سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات (SATANIC VERSES) پینگوئین نے ستمبر ۱۹۸۸ء میں برطانیہ میں ایک نہایت سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بڑے اہتمام اور شیطانی پروپیگنڈے کے ساتھ شائع کی ہے۔ یہ کتاب صرف نام ہی کی نہیں، بلکہ سچ مچ ایک شیطانی کتاب ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پیغمبروں کا دشمن شیطان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہُوا۔ لیکن اس کتاب میں شیطان نے اپنی شیطنت کو جس طرح ننگا کرکے پیش کیا ہے اور پھر جس طرح ایک مسلمان کے نام سے کیا ہے اس کی کوئی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ رشدی اپنی کتاب کو یورپ کی سات زبانوں میں شائع کرانے کا انتظام کر رہا ہے۔

رشدی برطانیہ کا شہری ہے۔ وہ بمبئی (انڈیا) کے ایک مُسلمان گھرانے میں پیدا ہُوا۔ کیمبرج یونیورسٹی سے اعلےٰ تعلیم حاصل کی اور مستشرقین کی تصانیف سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے رشدی کو ایک روشن خیال مسلم مصنف کے طور پر دُنیا میں مشہور کیا۔ رشدی نے ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بیان دیا:۔

"میرا ایک مسلم گھرانے سے تعلق ہے اسی میں پروان چڑھا ہوں اور اسلام ہی میری دلچسپیوں کا محور ہے۔ میں بھلا اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف کیسے لکھ سکتا ہوں۔ لوگوں نے میرا ناول سمجھنے میں کوتاہی کی ہے"

۵۴۷ صفحات اور ۹ ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہادیٔ انسانیت سرورِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے تقدس پر ایک منظم حملہ ہے۔ خصوصاً اس کے دو باب ۲ اور ۶ جو ستر صفحات پر مشتمل ہیں ان میں پیغمبرِ خدا، امہات المؤمنینؓ، قرآن مجید، اسلامی عقائد اور صحابہ کرامؓ کی ذاتِ گرامی پر ازراہِ خباثت نہایت گستاخانہ اور شرمناک حملے

کئے گئے ہیں جن کے تصور سے بھی انسانی رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔

مسلمان دُنیا بھر میں توہینِ رسالت کے مجرموں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ حُرمتِ تاجدارِ مدینہ پر مر مٹنا مسلمان کی پہچان ہے۔ تقریباً تیس ۳۰ مسلمان ناموسِ رسالتؐ کے تحفّظ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ الریاض (سعودی عربیہ) میں ۱۳ر تا ۱۶ر مارچ ۱۹۸۹ء کو منعقد ہونے والی وزرائے خارجہ کی اٹھارہویں کانفرنس نے متفقہ طور پر "شیطانی آیات"، کی شدید مذمت کرتے ہُوئے رشدی کو مرتد قرار دیا ہے۔ برطانیہ کے ۲۰ لاکھ مسلمان گذشتہ ۶، ۷ ماہ سے مسلسل اس کتاب، اس کے مصنف اور پبلشرز کے خلاف بڑے زور شور سے اپنی جدّوجُہد جاری رکھے ہُوئے ہیں۔ مسلمان اس بات کا پختہ عزم کر چکے ہیں کہ انشاءاللہ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک حکومت برطانیہ ان کے کم از کم یہ مطالبات منظور نہ کر لے یعنی :-

- کتاب کو فوری طور پر ضبط کیا جائے۔
- مصنف اور پبلشرز کو قرار واقعی سزا دی جائے۔
- بلا تفریق مذہبی تحفظات کا قانون نافذ کیا جائے۔

وزیر اعظم مسز تھیچر اور وزیر خارجہ سر جیفری ہاؤ نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس شیطانی کتاب نے اسلام جیسے عظیم مذہب کے تقدس پر ایسے افسوسناک حملے کئے ہیں جس سے مسلمانوں کے ایمانی جذبات بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مذہبی لیڈروں نے بھی مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب کی مذمّت کی ہے۔

رشدی اور پینگوئن کی ناپاک حرکت کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنا ہمارا ایمانی اور انسانی فرض ہے۔ اگر اسے خاموشی سے برداشت کر لیا گیا تو دوسرے تو دوسرے ہم خود اپنی نئی نسل کے بارے میں اطمینان نہیں کر سکتے کہ اس کے دلوں میں بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم (میرے ماں باپ ان پر قربان) کا وہی احترام قائم رہ سکے گا جو مسلمانوں کا شعار ہے۔ وہ ہستی جسے ہم انسانیت کا رہبر سمجھتے ہیں اور جس کی رہبری

پر انسانیت کی نجات اور فلاح موقوف ہے، اس کے حق میں تقدس اور احترام کی فضا کا قائم ہونا اور اُسے برقرار رکھا جانا ضروری ہے۔ اگر یہ فضاء قائم نہ رہے تو اس کی رہبری کا مقام محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور عالم انسانی کو اس سے استفادہ کرنا آسان نہیں ہو سکتا۔

اس پس منظر کے بعد اب نہایت دُکھ کے ساتھ محض ضرورت کے تحت شیطانی کتاب سے یہ چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں (نقلِ کفر کفر نہ باشد) تاکہ فتوے دینے میں آسانی ہو۔

- اس کتاب میں یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے متفقہ برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "حرامی" کہا گیا۔ صفحہ ۹۵
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرونِ وسطیٰ کے اس ہتک آمیز نام "مہوند" سے پکارا گیا ہے جس کا مطلب (نعوذ باللہ) شیطان یا جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ صفحہ ۹۵۔
- نیز آپؐ کے متعلق یہ فقرے استعمال کئے گئے ہیں :-

" وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے پاس نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لئے وقت نہیں "۔ صفحہ ۳۶۳

" اپنی بیوی کی وفات کے بعد مہوند کوئی فرشتہ نہیں رہا، آپ میرا مطلب خود بخود ہی سمجھ لیجئے "۔ صفحہ ۳۶۶

" اسے جو وحی آتی وہ اس کی اپنی غرض کے لحاظ سے "بروقت" ہوتی تھی یعنی ایسے وقت جبکہ "مومنین" آپس میں جھگڑ رہے ہوتے تھے "۔ صفحہ ۳۶۴

" صحابہ کرامؓ کو نام لے کر "احمق" اور "ناکارہ" کہا گیا ہے "۔ صفحہ ۱۰۱

" طوائفوں اور فاحشاؤں کو پیغمبرِ خدا کی ازواجِ مطہراتؓ کے نام دے کر ایک قحبہ خانے میں پیش کیا گیا ہے اور اس ضمن میں حسبِ ضرورت دل کھول کر ادبی مغلظات بکی گئی ہیں۔ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۳

" اسلام کے متبرک شہر مکّہ کو "جاہلیہ" کے نام سے پکارا گیا ہے، یعنی جہالت

اور تاریکی کا گھر" صفحہ ۹۵

"مسلمانوں کا خدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کاروباری تاجر ہے اور اسلامی شریعت تو ہر ذلیل سے ذلیل چیز میں بھی گھسی ہوئی ہے۔ صفحہ ۳۶۴

"اغلام بازی اور مجامعت کے خصوصی آسن کی خود جبریل امین نے توثیق کر رکھی ہے" صفحہ ۳۶۴

رشدی کے جرم و سزا کی صحیح اسلامی شرعی حیثیت سمجھنے میں مسلمان کچھ دقت محسوس کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ذہنی کشمکش اور افراط و تفریط کے مرض کا شکار ہو رہے ہیں۔

آپ سے گذارش ہے کہ مندرجہ بالا پس منظر اور اقتباسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں اور فقہ حنفیؒ، فقہ مالکیؒ، فقہ شافعیؒ اور فقہ حنبلیؒ کے حوالے سے حسب ذیل سوالات کے مدلل جوابات وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ امتِ مسلمہ خاص طور پر برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہو گا۔ دشمنوں کے زہریلے پروپیگنڈے زوروں پر ہیں اور مسلمان علومِ دینیہ سے پوری طرح واقف نہیں۔ ایسے حالات میں اسلامی مؤقف کی صحیح وضاحت وقت کی اہم ضرورت ہے:-

سوال ۱:- شاتمِ رسول رشدی کے جرم کی اسلامی فقہ (حنفیؒ، شافعیؒ، مالکیؒ، حنبلیؒ) میں کیا تعریف ہے؟ یعنی رشدی مرتد ہے، یا زندیق یا دونوں کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔

سوال ۲:- رشدی کے جرم کی شریعت نے کیا سزا مقرر کی ہے؟

سوال ۳:- شریعت کے مطابق جاری کردہ سزا کیسے نافذ کی جائے گی؟ کون سے ادارے یا افراد سزا کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے؟

سوال ۴:- کیا اسلامی شرعی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر اور صفائی کا موقع دیئے بغیر رشدی جیسے کھلم کھلا اور خود اقراری شاتم رسول (جو کہ بار ہا ٹیلی ویژن پر توہین آمیز کلمات دہراتے ہوئے یہاں تک کہہ چکا ہے کہ" کاش میں نے اس

سے بھی سخت تنقیدی کتاب لکھی ہوتی") کے خلاف اسلامی سزا نافذ
کی جاسکتی ہے ؟

سوال ۵ :- رشدی کے لئے معافی اور تلافی کی کیا صورت ہے ؟ کیا کسی طرح وہ
دُنیاوی سزا سے بچ سکتا ہے ؟

سوال ۶ :- کیا پبلشرز "پینگوئین" اور دیگر ملوث اداروں کے ساتھ مسلمانوں کو
کسی قسم کا کاروبار جائز ہے ؟

سوال ۷ :- رشدی کی حمایت اور اُس کی کتاب کو سراہنے والے مسلمانوں کے
بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

السائلین

مفتی مقبول احمد چیئرمین اسلامک ڈیفنس کونسل سکاٹ لینڈ ۔
مقبول احمد، محمد اسلم لاہوری (ایگزیکٹو ممبر)
احقر محمد اسلم، طفیل حسین شاہ (وائس چیئرمین)
طفیل حسین شاہ ، قاضی منظور حسین (کنوینر جلوس کمیٹی)۔
منظور حسین، مسٹر بشیر مان (جے پی) سیکرٹری
بشیر احمد مان ، ابو محمد سعید چوہدری ، (کنوینر مسلم ممالک رابطہ کمیٹی)
ڈاکٹر عبید الرؤف (کوارڈنیٹر)
جاوید اقبال ظفر (خزانچی)

الجواب

مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً۔

سلمان رشدی کی فحش گالیوں کی تحریرات اگر واقعی انہی کی ہیں کسی اسلام کے سخت ترین دشمن نے لکھ کر اُن کے نام کی اجازت لے کر نہیں چھاپ دی، واقعی ان کی ہے تو ایسا ممکن ہونا ہی عقل میں نہیں آتا کہ ایسی تحریرات جو کسی شریف کی زبان یا قلم پر آ ہی نہیں سکتیں وہ ایک مسلمان کہلانے والے کے قلم سے کیسے ممکن ہیں؟ جس شخص میں اسلام تو اسلام شرافت کی کوئی رمق بھی باقی ہو گی وہ ایسی باتوں کا تخیل بھی نہیں لا سکتا ؎

جو تمہاری ماں بہن کو کوئی ایسا کہتا
تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے؟

اگر یہ تحریریں کسی سخت کمینہ دشمن نے مرتب کر کے ان سے پانچ ہزار ڈالر کا وعدہ کر کے ان کے نام سے طبع نہیں کر دیں، واقعی انہی نے کسی کے دھوکہ میں آ کر لکھ ماری ہیں تو ان کے احکام قرآن مجید، احادیث پاک، اجماع اُمت، قیاسات شرعیہ اور اسلاف اُمت کی تحقیقات سے پیش کرتے ہیں۔

ممکن ہے خود رشدی صاحب، سارے مسلمان اور شریف النفس غیر مسلم غور کر سکیں اور اس شعر کو سمجھ لیں۔

قرآن شریف کی آیات

۱۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ۔ (سورۂ احزاب آیت ۶)	(نبی مومنین کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپؐ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔")

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو ہماری اپنی جانوں کے حق سے بہت زیادہ ہے اور اُن کی ازواجِ مطہراتؓ تو سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان روحانی ماؤں کا حق جسمانی ماؤں سے اس قدر زائد سمجھنا ضروری ہے جتنا رُوح کا حق جسم سے زائد رہتا ہے کہ جسم چند روز میں مٹی بن کر نیست و نابود ہونے والا ہے اور رُوح سب کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہے ۔

ہر آدمی مسلمان ہو یا نہ ہو مگر ذرا شریف قسم کی عقل رکھتا ہو وہ کبھی اپنی جسمانی والدہ کے متعلق ایسی گالیاں سُن کر خون کھول جائے بغیر نہیں رہ سکتا سوچ سمجھ لیجئے کہ اس کا جذبہ دل وایمان کیسے ٹھنڈا ہو سکتا ہے ؟

ہر آدمی اپنے سے جواب لے کہ اس کے ساتھ ایسا ہو تو وہ کیا کرے ؟

ایک ہماری ہی ماں نہیں ہم سب کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، اب سے لے کر پندرہ سو سال تک پہلے کے ان سلسلوں کی بھی وہی اعلیٰ قسم کی روحانی وایمانی ماں، پھر آپ کے اپنے ہی سلسلہ نسب تک ڈیڑھ ہزار سال کے سارے مسلمانوں کی اُن کے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کے سب پندرہ سو سالہ سلسلوں کی والدہ وہ بھی روحانی وایمانی کو ایسی گالیاں !

؎ تم ہی منصفی سے کہہ دو کہ تم اس کا کیا بناتے

ہم موجودہ ہی کی نہیں، تمام زندہ و فوت شدہ مسلمان مرد، عورت ان کے ماں باپ، نانا، نانی، دادا، دادی کے پندرہ سو سال تک کے سارے بزرگوں کی روحانی وایمانی، ان اربوں کھربوں بلکہ سنکھوں مہا سنکھوں بے حد و بیشمار بزرگوں کی گالیاں سُن سُن کر قبروں میں، جنتوں میں، برزخ میں تلملانے والوں، والیوں کے خون کھولا دینے والے جذبات اس شخص کے لئے کیسے ہوں گے ؟ اور جتنا اُن کا جہاں جہاں قابو چلے گا وہ کیا نہ کر سکیں گے ؟ ؎

۹۔ یہ دُنیا ہے یہاں تو بند ہے بالکل زباں اُن کی
وہ عقبیٰ ہے وہاں سُننی پڑے گی داستاں اُن کی

رشدی صاحب! اپنے ماں باپ اور پندرہ سو سالہ تمام بزرگوں کے کھول جانے والے جذبات یہاں نہیں تو وہاں کیا کچھ نہ کر دکھائیں گے؟ دو دن کی زندگی کا گھمنڈ نہ کرو جبکہ ہر وقت ایکسیڈنٹ کا شُبہ ہے اور اب تو روز دن کے ہارٹ اٹیک نے مشاہدہ کرا دیا ہے۔

۱۲ اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ۔
(سورۃ النور آیت ۲۶)

"گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں، وہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، اُن کے لئے تو مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔"

نکاح شادی میں لوگ سمجھتے ہیں کہ بس ہمارے انتخاب ہیں اور کچھ نہیں مگر یہ غیر مسلموں کے خیالات ہیں۔ حقیقت میں خدائے کائنات ایک کا جوڑ دُوسرے سے لگاتے ہیں اور اس کے خلاف نہیں ہوتا، گو ان میں سے کوئی عارضی کوئی دائمی ہو۔

ارشاد ہے کہ خبیث (بُری) عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور ایسے ہی مرد ایسی ہی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور ایسے ہی مرد ایسی عورتوں کے لئے۔

یہ قانونِ فطرت ہے اس لئے اوّلاً جو اس کے خلاف کہے گا وہ اس فطری

خدائی قانون کا انکار کر رہا ہے اور کسی اسلامی قانون کا بھی منکر باغی اور اسلام سے خارج ہے ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی کو طعن کرنے والا صرف ان کے خاتونِ طیب ہونے کا ہی انکار نہیں کرتا بلکہ جن طیب مردوں کے لئے وہ ہیں اُن کے پاکیزہ ہونے کا انکار ہے تو یہ انکارِ قانون بھی اور نبیؐ کی پاکیزگی کا ضمناً انکار دوسرا کفر ہے' ان ازواجِ مطہراتؓ کو خبیث کہنا قانونِ خدا کا انکار تیسرا کفر، اور چونکہ خبیث، خبیث کیلئے ہے قانوناً تو نبی کو ایسا کہنا چوتھا کفر۔ ان کے بری ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں ان کا جھوٹا اور ان کا بری اور پاک ہونا خدائی شہادت ہے جس کے خلاف سے انسان باغی کافر ہوگا یہ پانچواں کفر ہے۔ ان کے لئے آخرت میں مغفرت نہ ہونے کا دنیا میں عیش نہ ہونے کا منکر یہ چھٹا اور ساتواں کفر ہے۔ ان باتوں میں تو خدا تعالےٰ کا بھی انکار لازم آرہا ہے۔

۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	"جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں
الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا	کو جو پاکدامن ہیں اور ایسی باتوں سے
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ	بے خبر ہیں ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔	اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان
(سورۃ نور آیت : ۲۳)	کو بڑا عذاب ہوگا۔"

لعنت حق تعالےٰ کی ہر رحمت سے دُور کرنے کو کہتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے پاک سیدھی سادی معمولی مسلمان عورتوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے دُنیا میں پھر آخرت میں تمام رحمتوں سے دُور کرنے کا اور قیامت کے بڑے عذاب کا انجام مقرر کیا ہے۔ یہ تو ہر مسلمان عورت پر تہمت لگانے کی دنیوی و آخروی محرومی اور عذابِ عظیم ذکر فرمایا اور جو عورتیں بحکم قرآنی پاکیزہ ہیں پاکیزہ بزرگوں سے وابستہ ہیں پھر اور اُوپر چلئے کہ انبیاء و رسل سے وابستہ ہو کر اور بھی سب کی مائیں اور دینی عظمت میں سب سے بڑھکر ہیں اُن پر تہمت لگانے والے کا کیا حشر

ہو گا ذرا اس پر بھی غور کر لیں ۔

۴ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا۔ (سورۃ نور : ۴)

"اور جو لوگ تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں پر پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی (۸۰) دُرّے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی قبول مت کرو۔"

یہ سزائے سخت تو صرف اُن کے لئے ہے جو عام مسلمان عورتوں پر تُہمت لگائیں اور چشم دید چار گواہ نہ لا جا سکیں۔ اب خیال کیجئے کہ ان سے بہت اُونچے بزرگ پر بلکہ طیبات ازواج پر بلکہ اربوں کھربوں مسلمان کی ماں، نانی، دادی پر تہمت لگائے اور چار چشم دید کیا ایک فرضی گواہ بھی نہ رکھتا ہو تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیئے؟ جن کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کی اب پندرہ سو سال تک کی سب کی بزرگ ترین ماؤں پر ایسی فحش گالی سے تہمت تو ہر مسلمان کے جذبات کی تسکین آخر کس سزا سے ہو سکتی ہے؟ ہمیشہ کے لئے ناقابلِ شہادۃ ہونا تو معمولی تہمت پر تھا اب کیا سزا ہو گی؟

۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔ (سورۃ احزاب ۵۸)

"بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دُنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے، اور جو لوگ ایمان والے مَردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔"

اذیت جسمانی بھی ہوتی ہے اور روحانی بھی، ذہنی بھی، عقلی بھی، ان سب صُورتوں میں جو شخص اللہ رسول اور مومنین و مومنات کو کوئی سی بھی اذیت دے گا وہ دین و دُنیا میں رحمت سے دُور (لعنت) اور بہتان اور گناہِ عظیم میں ہوگا اسی لئے ہر شخص کو غور کر لینا چاہیئے کہ ذرا سی دو انچ کی زبان کہاں کہاں پہنچا رہی ہے۔ دُنیا و آخرت میں ہر رحمت سے محرومی معمولی بات نہیں۔

۶ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۔ (سورۃ البروج ۱۰)

"وہ جنہوں نے مُسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں کو تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے جلنے کا عذاب ہے"

عام مسلمانوں کو فتنہ اور پریشانی میں ڈالنے والوں کے لئے پھونک ڈالنے والا عذاب ہے تو انبیاءؑ، صحابہؓ اور صلحاء کے فتنہ سے کیا کچھ نہ ہوگا۔

۷ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ۔ (سورۃ احزاب: ۵۸)

"اور تم کو جائز نہیں کہ رسولؐ اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپؐ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے"

ازواجِ مطہراتؓ سے تو نکاح بھی ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے اور کسی بات کا تو کیا کہنا!

۸ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اکْتَسَبَ

"جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تمہارے میں سے ایک گروہ ہے تم اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر

مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔ (سورۃ النور: ۱۱)	شخص کو جتنا کسی نے کچھ کمایا تھا گناہ ہوا اور ان میں سے جس نے اس میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہو گی "۔

منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تھی اس کی براءت اور اُن کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے چند آیات آئی تھیں جس میں ایک یہ ہے اس میں حضرت موصُوفہ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی فرمائی اور ان الزام لگانے والوں کا حشر بھی بتایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر اس کا کمایا ما بڑا گناہ ہے اور جو اُن کا سرغنہ تھا اُس کے لئے تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اب اس طرح کی تہمت لگانے والے سب اپنا انجام دیکھ لیں۔

۹ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ۔ (سورۃ التوبہ ۶۵، ۶۶)	" آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عُذر مت کرو تم اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے "۔
۱۰ وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ ۔ (سورۃ التوبہ : ۶۱)	" اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ نبیؐ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دے کر سُن لیتے ہیں، آپ فرما دیجئے وہ نبی کان دے کر تو وہی بات سُنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے "۔
۱۱ اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۔	" کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اُس کے رسُول کی مخالفت کرے گا تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہو گی کہ وہ اس میں ہمیشہ

(سورۃ التوبہ ۶۳)

رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے ۔"

۱۲ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۔

(سورۃ المجادلہ ۲۰، ۲۱)

"جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ سخت ترین ذلیل لوگوں میں ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبے والا ہے۔"

۱۳ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (سورۃ المجادلہ ۵)

"جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل ہوں گے جیسے اُن سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے۔"

۱۴ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔

(سورۃ النسآء : ۱۱۵)

"جو شخص رسولؐ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اُس کے سامنے امرِ حق ظاہر ہو چکا ہو اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بُری جگہ ہے جانے کی۔"

۱۵ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۔

(سورۃ انفال : ۱۳)

"اور جو اللہ کی اور رسول کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔"

۱۶ وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ

"اور اگر اللہ تعالےٰ اُن کی قسمت میں جلاوطنی ہونا نہ لکھ چکتا تو اُن کو دُنیا ہی میں سزا دیتا اور اُن کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یہ اس سبب سے ہے کہ ان

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (سورۃ الحشر: ۳،۴)	لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والا ہے"

امید ہے کہ سب حضرات غور کریں گے کہ اللہ رسولؐ کی اذیت ان کی مخالفت اور مقابلہ کس قدر سنگین جرم ہے جس پر اللہ تعالےٰ کے شدید عذاب سے کون اور کس طرح بچ سکتا ہے؟ پھر مخالفت بھی معمولی نہیں، اعلانات اشتہارات شور و شغب یعنی اپنی انتہائی کوشش سے، تو غور کر لیا جائے اس شدید ترین کوشش پر شدید عذاب و عقاب دُنیا و آخرت میں کیا کیا ہو گا جس کی ستر مرتبہ دھلی آگ میں (یعنی دُنیا کی آگ میں) ایک اُنگلی نہیں دی جاسکتی۔

۷؎ لَوْلَا جَآءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔	"یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو بس اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہی جھُوٹے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ سلمان رشدی بالکل جھُوٹا ہے کہ جو بھی تہمت پر چار گواہ چشم دید نہ لاسکیں تو یہ سب اللہ پاک کے نزدیک جھُوٹے ہیں اور اُن کے جھوٹ کی اشاعت کرنے والے بھی فیصلہ الٰہی میں جھوٹے، اس کو چھپانے اور پناہ دینے والے بھی جھُوٹے۔ اور یہ سب شدید ترین مُجرم ہیں۔

۸؎ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ (سورۃ آل عمران: ۶۱)	"جھُوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے"

خدائی شہادت سے اُن کا بالکل جھوٹا ہونا اوپر کی آیت میں بالکل صاف

صاف آچکا اور اس آیت میں تمام کاذبوں پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت کے معنیٰ ہیں دُنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے محروم ہو جانا۔

۱۹۔ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ۔

(سورۃ التوبہ : ۲۹)

"اہلِ کتاب کو جو کہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول ؐ نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں، ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کر لیں۔"

۲۰۔ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ۔ (سورۃ التوبہ: ۱۴، ۱۵)

"ان سے جنگ کرو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور اُن کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفاء دے گا اور اُن کے قلوب کے غیظ کو دُور کرے گا اور جس پر منظور ہو گا اللہ تعالیٰ توجہ فرمائیں گے۔"

ایسی حرکت والے کا انجام دُنیا و آخرت میں دیکھنا ہو گا۔ احادیث و اجماعات اور شرعی قیاسات اور بزرگوں کی تحقیقات سے یہ مسئلہ روشن ہو رہا ہے۔ یہ مجرم کسی ایک کا مجرم نہیں، انسانیت کا، شرافت کا اللہ و رسول ؐ کا سنکھوں مہاسنکھوں زندہ و مرحوم مسلمانوں اور ہر انسانیت رکھنے والے کا مجرم ہے۔ ہر شخص غور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسی تہمتیں، سڑی سڑی گالیاں اس کی محترم ماؤں، بہنوں،

نانیوں، دادیوں کو دیتا تو کیا وہ اس کو زندہ چھوڑ سکتے۔

ایسے مجرم کی حمایت، حفاظت کرنا اُسے چھپانا بچانا کسی انسانیت کے دشمن سے ہی ہو سکتا ہے۔ گویا وہ سارے عالم کے مسلمانوں اسلامی مملکتوں اور ہر انسانیت کا احترام سمجھنے والی حکومتوں کو علی الاعلان الٹی میٹم دے رہا ہے اور اس عمل سے ثابت کر رہا ہے کہ اندر کا مجرم کوئی اور ہے گو باہر کا برائے نام سلمان رشدی ہے۔

۲۱۔ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔ (سورۂ احزاب ۳۳)

"اور اللہ تعالے کو یہ منظور ہے کہ اے نبیؐ کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دُور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے۔"

جو لوگ اہلِ بیت و ازواجِ مطہراتؓ پر عیب لگاتے یا گند اُچھالتے ہیں گویا وہ اعلان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالے نے ارادہ ہی فرمایا ہے اُسے پورا نہیں کیا تو غور کیجئے کہ ایسا کہنے والے کا کیا حشر ہونا ضروری ہے۔

۲۲۔ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الۡکُفَّارَ وَالۡمُنَافِقِیۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَیۡہِمۡ وَمَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ۔ (سورۂ توبہ: ۷۳)

"اے نبی! کفار و منافقین سے جہاد کرو اور سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بُرا ہی ٹھکانہ ہے۔"

سلمان رشدی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لئے منافق بھی ہے۔

چالیسؒ احادیثِ مبارکہ

۱۔ حدثنا ابن عباس ان اعمی کانت لہ ام ولد تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تقع فیہ فینھاھا فلا تنتھی و یزجرھا فلا تنزجر قال فلما کانت ذات لیلۃ جعلت تقع فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتشتمہ فأخذ المغول فوضعہ فی بطنھا و اتکأ علیھا فقتلھا فوقع بین رجلیھا طفل فلطخت ما ھنالک بالدم فلما أصبح ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فجمع الناس فقال انشد اللہ رجلا فعل ما فعل لی علیہ حق الا قام فقام الاعمی یتخطی

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپؐ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، یہ اس کو روکتا تھا مگر وہ رُکتی نہ تھی یہ اُسے ڈانٹتا تھا مگر وہ مانتی نہ تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنی اور گالیاں دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اُس کے پیٹ میں رکھا اور وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا، عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلودہ ہو گیا۔ جب صُبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس آدمی

الناس وهو يتزلزل حتى قعد بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله ان صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فأنهاها فلا تنتهي وازجرها فلا تنزجر ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين وكانت لي رفيقة فلما كان البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك فأخذت المغول فوضعته في بطنها واتكأت عليها حتى قتلتها فقال النبي صلى الله عليه وسلم ألا اشهدوا ان دمها هدر (ابوداؤد ص ٦٠٠ مطبع نور محمد کراچی وایضاً جمع الفوائد ص ٢٨٢ بحواله ابوداؤد ونسائی) وایضاً کنز العمال ص ٣٦ ج ٧ بحواله (ش) ۔

کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اُس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہو گیا، لوگوں کو پھلانگتا ہُوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا، حتیٰ کہ حضورؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ میں ہوں اسے مارنے والا، یہ آپؐ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی مَیں اسے روکتا تھا وہ رُکتی نہ تھی، مَیں دھمکاتا تھا وہ باز نہ آتی تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اُس نے آپؐ کو گالیاں دیں اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو مَیں نے خنجر لیا اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اُسے مار ڈالا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ (بے سزا) ہے۔"

ناظرین غور کریں کہ اپنے دو بچوں اور عزیز بچوں کی ماں رفیقۂ زندگی مگر حضورؐ کی شان میں سخت تو اس کے مالک کو غیرتِ ایمانی کا وہ جوش ہُوا کہ اُس نے صُبح ہونے تک بھی برداشت نہ کیا اور اُسے فنا کے گھاٹ اُتار دیا۔ وہ مالک تھا غیرتِ ایمانی میں بے بس ہو گیا تھا اُس کا قتل کرنا معافی میں رہا۔

۲۔ عن علی رضی اللہ عنہ أن یھودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ فخنقھا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمھا۔ (ابوداؤد ص۶ مطبع نور محمد)

"حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور بُرا کہتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ناقابلِ سزا قرار دے دیا۔"

اُوپر والا قصہ تو مملوکہ باندی کا تھا یہ غیر مملوکہ غیر مسلم کا ہے مگر غیرتِ ایمانی نے کسی قسم کا خیال کئے بغیر جوشِ ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ باطل قرار دیا۔ دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا مباح الدم (خون جائز) بن جاتا ہے اور حق کا علمبردار سزاؤں کا غیر مستحق ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔

۳۔ قال عمرو سمعت جابر بن عبد اللہ رض یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لکعب بن الاشرف فإنہ قد آذی اللہ ورسولہ فقام محمد بن مسلمۃ الخ رواہ البخاری فقتلوہ۔

"حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون کھڑا ہوگا کعب بن الاشرف کے لئے کیونکہ اُس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو تکلیفیں پہنچائی ہیں تو محمد بن مسلمہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اپنے ساتھ جا کر اُسے قتل کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔

و فی فتح الباری قوله آذی الله ورسوله فی روایة محمد بن محمود عن جابر عند الحاکم فقد آذانا بشعره وقوی المشرکین ..... ومن طریق أبی الاسود عن عروة أنه کان یهجو النبی صلی الله علیه وسلم و یحرض قریشا علیهم۔
(فتح الباری ص۲۷ ج۷)

اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ بخاری کی اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ اسی نے اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں، حاکم کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اُس نے اپنے اشعار کے ذریعے سے ہمیں تکلیفیں پہنچائی ہیں اور مشرکوں کی مدد کی ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ کعب بن الاشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارتا تھا"

نیز دیکھیں البدایۃ والنہایۃ ص۵ ج۴ اور سیرۃ نبویہ ابن کثیر ص۱۱ ج۳
نیز کنز العمال ص۲۶۱ ج ۵ ۔

یہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُن کے واسطہ سے اللہ تعالےٰ کو اذیت و تکلیف دیتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کے لئے اعلان کیا تھا تو محمد بن مسلمہؓ نے یہ کارنامہ انجام دیا۔

۴ قال ابن کثیر فی البدایة والنهایة ناقلا عن البخاری قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ابی رافع الیهودی رجالا من الانصار و امر علیهم

"ابو رافع یہودی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے بطور خاص قتل کروایا کہ وہ آپؐ کو اذیتیں پہنچاتا تھا۔ علامہ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لئے

عبد اللہ بن عتیق وکان	چند انصار کا انتخاب فرمایا جن کا امیر
ابو رافع یؤذی رسول اللہ	حضرت عبد اللہ بن عتیق کو مقرر کیا گیا
صلی اللہ علیہ وسلم ویعین	اور یہ ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
علیہ ۔ (البدایہ والنہایہ ص۱۳۸ ج۴	تکلیفیں دیتا تھا اور آپؐ کے خلاف
فتح الباری ص۲۴۲ ج۷)	لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں کے لئے چند آدمیوں کو مقرر کیا جا سکتا ہے اور یہ سب سزا کے نہیں بڑے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں کہ دینی کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

۵: فی الصحیح البخاری عن	"صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
انس بن مالک رضی اللہ عنہ	سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	جب فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل
دخل مکۃ یوم الفتح وعلی	ہوئے تو آپؐ کے سر مبارک پر خود پہنا ہوا
رأسہ المغفر فلما نزعہ	تھا۔ جب آپؐ نے خود اتارا تو ایک آدمی
جاء رجل فقال ابن خطل	اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
متعلق بأستار الکعبۃ فقال	ابن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لٹکا
فقال اقتلہ ۔ رواہ البخاری	ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔
فتح الباری ص۶۱ ج۴ البدایہ والنہایہ ص۲۹۲ ج۴)	(بخاری)
قال ابن تیمیہ فی الصارم	امام ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں
المسلول وانہ کان یقول	تحریر کیا ہے کہ یہ ابن خطل اشعار کہہ
الشعر یہجو بہ رسول	کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویامر	کیا کرتا تھا اور اپنی باندی کو وہ اشعار
جاریتہ أن تغنیا بہ فھذا	گانے کے لئے کہا کرتا تھا تو اس کے

له ثلاث جرائم مبيحة للدم، قتل النفس والردة والهجاء۔ (الصارم ص۱۳۵)

کل تین جرم ہیں جن کی وجہ سے یہ مباح الدم قرار پایا، ایک قتل، دوسرا ارتداد اور تیسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی۔"

۶۔ امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل القينتين (ان لونڈیوں کا نام قریبہ اور قرتنا تھا اور یہ ابن خطل کی باندیاں تھیں دیکھیں اصح السیر ص۲۶۶) وكانتا تغنيان بهجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر بقتلهما۔ (البدایۃ والنہایۃ ج۴ ص۱۹۸)

اسی طرح ابن خطل مذکورہ کی ہجو گانے والی دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا جن کا نام قریبہ اور قرتنا تھا۔ ان دونوں کے قتل کرنے کا حکم بھی اس لئے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کے اشعار گایا کرتی تھیں۔"

ان میں سے قریبہ قتل کر دی گئی اور قرتنا بھاگ گئی۔ بعد میں آ کر مسلمان ہو گئی۔ (اصح السیر ص۲۶۶)

اگرچہ شعر دوسرے کے بنائے ہوئے تھے مگر یہ گانے والیاں اس کو دوسروں تک پہنچا رہی تھیں اس لئے غیر کا ایسا نثر نظم جملہ شائع کرنے والا بھی قتل کا مستحق ہے۔

۷۔ امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل حويرث ابن نقيذ في فتح مكه وكان ممن يؤذي رسول الله

وہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن نقیذ کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا یہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو

صلی اللہ علیہ وسلم۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا
البدایہ والنہایہ ص۲۹۵ ج۴	پہنچایا کرتے تھے۔
وقتلہ علی رضی اللہ عنہ	حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
کما فی اصح السیر ص۲۶۴۔	اس کو قتل کیا"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیروکاروں کے لئے یہ کام بڑا اہم ہے۔

۸ عن علی بن ابی طالب رضی	"حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ	سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
صلی اللہ علیہ وسلم من	روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سبّ نبیًا قتل ومن	وسلم نے فرمایا جو کسی نبی کو بُرا کہے اُسے
سبّ اصحابہ جُلد۔	قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کو بُرا
الصارم المسلول ص۹۲ نیز ص۲۹۹	کہے اُسے کوڑے لگائے جائیں"۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کو بھی جو گالیاں دے گا یا بُرا کہے گا وہ قتل کا مستحق ہے اور جو صحابہؓ میں کسی کو بھی بُرا کہے گا اسے کوڑے لگانا ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لیوا صاحبان کو کان کھول کر سُن لینا چاہیئے اور سارے مسلمانوں کو"۔

۹ عن أبی برزۃ الاسلمیؓ	"حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے
قال کنت عند ابی بکر	روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے
فتغیظ علی رجل فاشتدّ	پاس موجود تھا کہ وہ ایک آدمی پر
علیہ فقلت أبتأذن	(کسی وجہ سے) غصّہ ہوئے اس نے
لی یا خلیفۃ رسول اللہ	حضرت ابوبکرؓ کو بہت سخت باتیں کہیں
أن أضرب عنقہ قال	میں نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسولؐ

فأذهب كلمتي غضبه فدخل فارسل الي فقال ما الذي قلت آنفاً قلت اتأذن لي ان اضرب عنقه قال أكنت فاعلا لو امرتك قلت نعم قال لا والله ما كانت لبشر بعد محمد صلى الله عليه وسلم۔

(جمع الفوائد : بحوالہ ابوداؤد ونسائی : صـ٨٥ـ نیز ابوداؤد صـ٦ـ طبع نور محمد)

اگر آپ کی اجازت ہو تو مَیں اس کی گردن مار دوں، میرے اتنے کہنے ہی سے حضرت ابوبکرؓ کا غصہ ختم ہو گیا آپ اندر تشریف لے گئے پھر مجھے پیغام بھیج کر اندر بُلایا، مَیں حاضر ہُوا تو فرمایا ابھی تم نے کیا جملہ بولا تھا؟ مَیں نے وہ جملہ دُہرا دیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں اُس کی گردن مار دوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا اگر مَیں اجازت دیدیتا تو کیا تم یہ کر گزرتے؟ مَیں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب یہ کسی دوسرے کیلئے نہیں ہے۔"

اوپر کی حدیث میں صحابہؓ کو بُرا کہنے پر کوڑے مارنا آیا ہے قتل صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا یا گالی پر آیا ہے۔

نمـ۱ وعن مجاهد قال أُتي عمر برجل يسبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتله ثم قال عمرؓ من سبّ الله أو سبّ احداً من الانبياء فاقتلوه۔

الصارم المسلول (صـ٢١٩ـ جلد٤)

"حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور سزا اُسے قتل کیا اور پھر فرمایا جو اللہ تعالےٰ کو یا انبیاء میں سے کسی کو بُرا کہے اُسے قتل کر دو۔"

یہ صاف حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ یا کسی رسول یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایذا اور بُرا کہنے پر قتل ہے ۔

۱۱ عن عکرمۃؓ قال أُتی علیؓ بزنادقہ فاحرقھم فبلغ ذلک ابن عباسؓ فقال لوکنت أنا لم احرقھم لنھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تعذبوا بعذاب اللہ ولقتلتھم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ ۔ (للبخاری واصحاب السنن جمع الفوائد صـ۳۳۸ ج۱)

"حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیقوں کو لایا گیا تو حضرت علیؓ نے انہیں آگ میں جلوا دیا جب یہ خبر حضرت عبداللہ ابن عباس کو ملی تو فرمایا اگر میں ہوتا تو ان کو آگ میں نہ جلاتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دو ہاں میں ان کو قتل ضرور کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اپنے دینِ الٰہی کو تبدیل کرے اُسے قتل کردو۔"

زندیق وہ منافق ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے کو مسلمان کہتے کہلاتے ہیں اور اندر سے کافر ہیں جیسے آج کل بہت لوگ ایسے ہی ہیں۔ ان کی سزا جلانا تو نہیں ہے، قتل ہے ۔

۱۲ من ارتد عن دینہ فاقتلوہ ۔ طب کنز العمال صـ ۲۳/۱۸

"جو اپنے دین الٰہی سے مرتد ہو اُسے قتل کردو۔"

حدیث : کل مولود یولد علی الفطرۃ (ہر بچہ فطری والٰہی دین پر پیدا ہوتا ہے) تو جب فطرتِ دین اسلام ہے، جو اس اپنے دین کو بدل دے وہ مرتد قابلِ قتل ہے ۔

۱۳ من بدل دینه فاقتلوه۔ (حم خ) کنز العمال ص۲۳ ج۱)

"جو اپنے دین (حنیف) کو تبدیل کرے اُسے قتل کر دو"

۱۴ ان من ابغض الخلق الی الله تعالیٰ لمن آمن ثم کفر۔ (طب) کنز العمال ص۲۳ ج۱)

"وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری مخلوق میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت وہ شخص ہے جس نے ایمان لانے کے بعد پھر کفر کیا"

ایمان یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی نجات کا تحفہ لینے کے بعد کفر کرتا ہے تو وہ اسلام کی توہین، اللہ اور رسولؐ کی اور سارے مسلمانوں کی توہین اور اہانت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین میں رہنے سہنے کے بالکل لائق نہیں وہ تو ہر مرتد سے بدترین مرتد ہے۔

۱۵ من غیر دینه فاقتلوه۔ (الشافعی) کنز العمال ص۲۳ ج۱)

"جو اپنے دین (اسلام) کو بدلے اُسے قتل کر دو"

فطری دین کو بدل ڈالنے پر یہ حکم ہے اور احکامِ یقینی کو بدل ڈالنے کا بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ دوسرے قانون لے رہے ہیں اُن کی بھی یہ سزا ہے۔

۱۶ من رجع عن دینه فاقتلوه۔ (حب) کنز العمال ص۲۳ ج۱)

"جو اپنے دینِ اسلام سے پھر جائے اُسے قتل کر دو"

فطری دین سے لوٹ جانے پر یہی قتل کی سزا ہے۔ جو لوگ اسلامی قانون کو بدل کر غیر اسلامی قانون لاتے ہیں، ان دونوں حدیثوں کی رُو سے وہ بھی قابلِ سزائے عظیم ہیں۔

۱۷ اشتد غضب الله علی قوم کلموا وجه رسول الله۔ (طب) کنز العمال ص۲۶۳ ج۵)

"اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا"

جہاد میں ایسا کیا یا اُن کی بات و حکم کو توڑا جیسے آج کل احکام الٰہی کو توڑا جا رہا ہے۔

۱۸ ان اللہ اختارنی و اختار لی اصحابی و اصہاری و سیأتی قوم یسبونہم وینقصونہم فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم ولا تناکحوہم۔ (عق عن انس) کنز العمال ص۱۳۳ ج ۶ ۔	"بے شک اللہ تعالےٰ نے مجھے (انسانوں میں سے) پسند کیا ہے اور میرے لئے صحابہؓ اور خسر و داماد کو پسند کیا اور کچھ آگے سے لوگ آئیں گے جو اُن کو بُرا کہیں گے اور اُن میں عیب نکالیں گے تم نہ اُن کے ساتھ بیٹھنا نہ اُن کے ساتھ کھانا پینا کرنا اور نہ اُن کے ساتھ نکاح وغیرہ کرنا"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دل کی گہرائیوں میں پیوست کرنے کی ضرورت ہے کہ آج کل ایسے لوگ بھی نظر آرہے ہیں، کم بیش ہیں، ان سب سے قلبی قطع تعلق فرض ہے۔ ان کے ساتھ کھانا، پینا، بیٹھنا، اُٹھنا شادی وغیرہ سب منع ہے۔

۱۹ ان اللہ اختارنی و اختار لی اصحابا و اختار لی منہم أصہارًا و انصارا فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ و من آذانی فیہم آذاہ اللہ۔ (خط عن انس رضی اللہ عنہ) کنز العمال ص۱۳۳ ج۶ ۔	"یقیناً اللہ تعالےٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے صحابہؓ کو پسند کیا اور میرے لئے خسر و داماد اور انصار کو پسند کیا جو اُن کے بارے میں میرے حق کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا اور جو اُن کے بارے میں مجھے اذیت دے گا اللہ تعالےٰ اُس کو اذیت دے گا"

کون ہے جسے اللہ تعالےٰ کی حفاظت کی ضرورت نہ ہو اور کون ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کی دنیوی و اخروی اذیت سے بچا سکے، لہٰذا سب حضرات کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اپنے کو دُنیا و آخرت میں تباہ ہونے سے بچا سکیں ۔

ﷺ ان اللہ اختارنی و اختارلی اصحابا فجعل لی منھم وزرآء و اصھارا و انصارًا فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا (طب ک عن عویم بن ساعدۃ)	"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چُنا اور میرے لئے صحابہ کو چُنا اور ان صحابہؓ میں سے میرے وزرار خسر و داماد اور انصار بنائے جو اُن کو گالی دے گا اُس پر اللہ تعالےٰ فرشتوں اور لوگوں کی طرف سے لعنت اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کے دن نہ توبہ قبول کرے گا نہ فدیہ کو اور نہ عبادت کو"

کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۶ ۔

صرفا وعدلا أی توبۃ وفدیۃ ۔ مجمع بحار الأنوار ص ۲۴۲ ۔

فضل أزواجہ علیہ السّلام رضی اللہ عنھنّ

ازواجِ مطہراتؓ کے متعلق پہلے تو یہ آیت پڑھیئے ۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ۔ (سورۃ احزاب)	"اور اللہ تعالےٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم سے آلودگی کو دُور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے"

جن کی پاکیزگی اور طیّب اور طاہر ہونے کی شہادت خود اللہ تعالےٰ دے

رہے ہیں۔ آپ خیال کیجئے کہ ان کے متعلق کچھ بُرا کہنے والا اللہ تعالےٰ کے ارشاد کو جھٹلا رہا ہے تو غور کیجئے کیا اس میں اسلام کی کوئی رمق باقی ہو گی کیا وہ مسلمان رہ سکے گا کیا سزائے سخت سے بچ سکتا ہے ؟

۲۱ خیارکم خیارکم لنسائی۔ "تم میں سے بہترین وہ ہیں جو میری عورتوں کے حق میں بہترین ہو"
کنزالعمال صـ ۲۶۶ ج ۶

ازواجِ مطہراتؓ کو طیّب و طاہر ماننے والا ہی خیر ہو سکتا ہے ان میں کسی قسم کا شُبہ بھی پیدا کرنے والا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہو گا۔

۲۲ لن یحنو علیکن بعدی الا الصّالحون وفی روایۃ الا الصابرون۔ "تم پر میرے بعد صرف نیک لوگ ہی شفقت کریں گے"
(کنزالعمال صـ ۲۲۳، ۲۲۶ ج ۶)

یہ پیشین گوئی صاف بتا رہی ہے آوارہ و بدکردار لوگ بکواس کیا کریں گے۔ صرف نیک اور صابر ہی میرے بعد تم پر شفقت کریں گے۔

۲۳ ان الذی یحنو علیکن بعدی لھو الصادق البار (قال لازواجہ) "میرے بعد تم پر جو شفقت کرے گا وہی سچا اور نیک ہو گا"
کنزالعمال صـ ۲۲۶ ج ۶

غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچے اور نیک ہونے کا معیار کیا ہے۔

۲۴ ان فضل عائشۃؓ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔ (ت ن ہ عن انس رضؓ) "عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی فضیلت باقی خواتین پر ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر"
کنزالعمال صـ ۲۲۳ ج ۶ -

دُنیا و آخرت کی تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ فضیلت حاصل ہے جو سب کھانوں پر ثرید کو (عرب کا مرغوب ترین کھانا ہے) سب کھانوں پر "۔

۲۵۔ احب النساء الی عائشۃ ومن الرجال ابو ھا۔ (ق ت عن عمرو بن العاص۔) (ت ہ عن انس) کنز العمال ص ۲۲۴ ج ۶)

"عورتوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب عائشہ رضؓ ہیں اور مردوں میں اُن کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سب سے محبوب ہیں "۔

غور کیجئے کہ اللہ و رسولؐ کے بعد عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت عائشہ رضؓ اور مردوں میں اُن کے والد، چونکہ قاعدہ ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے (حبیب الی قلبی حبیب حبیبی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب اور یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب تو دونوں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں ۔

۲۶۔ عائشۃ زوجتی فی الجنۃ۔ کنز العمال ص ۲۲۴ ج ۶ ۔

عائشہ رضؓ جنّت میں میری زوجہ ہوں گی "۔

دُنیا و آخرت میں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے تو وہ کون قرار پائے گا جو اُن سے نفرت کرے ۔

۲۷۔ ھذا جبرئیل یقرئك السلام۔ کنز العمال ص ۲۲۴ ج ۶

"اے عائشہ رضؓ ! یہ جبرئیل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں "۔

تمام فرشتوں میں سے افضل فرشتہ تمام انبیاء پر وحی لانے والے فرشتہ نے جن کو سلام کیا وہ کیا ہوں گی ۔

۲۸۔ وان اللہ جمع بینی و بین دیقہ ۔

" حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ وصالِ نبویؐ کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور

(کنز العمال ص۲۴۴ ج ۶) صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب اطہر کو جمع فرمایا تھا۔ (مسواک کا واقعہ وصال اطہر کے وقت کا معروف ہے)۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد اُن کے والد حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمانؓ کی شکایت بارگاہِ نبوی میں کی تو آپؐ نے فرمایا :-

نمبر۲۹ تزوج حفصة خير من عثمان ويتزوج عثمان خيرًا من حفصة فزوجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنته۔ (کنز العمال ص۱۱۴ ج۶)

"حفصہؓ سے وہ شادی کرے گا جو عثمانؓ سے بہتر ہوگا اور عثمانؓ ایسی خاتون سے شادی کریں گے جو حفصہؓ سے بہتر ہوگی۔"

جن کی بہتری حضورؐ فرمائیں ان کو کسی قسم کا عیب لگانا خالص جھوٹ اور مکاری نہیں تو کیا ہے۔

نمبر۳۰ قال لی جبریل راجع حفصة فانها صوامة قوامة فانها زوجتك فی الجنة (ک عن انس وعن قیس بن زید) (کنز العمال ص۲۶۶ ج۶)

"مجھے جبرئیل نے کہا کہ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ بہت روزہ دار اور بہت قیام اللیل کرنے والی ہیں اور یہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی۔"

جبرئیل علیہ السلام بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہیں کہہ سکتے تو جن کو اللہ تعالیٰ بواسطہ جبرئیل روزوں والی رات کی عبادت والی فرمائیں ان کی شان میں گالیاں پیش کرنا، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہنا ہوگا۔ غور کیجئے کتنا سخت جرم ہے۔

۳۱ من سب احدًا من اصحابی فعلیه لعنة الله - (ش عن عطاء مرسلا) کنز العمال ص ۱۳۶ ج ۱۲

" جو میرے صحابہ میں سے کسی کو بُرا کہے اُس پر اللہ کی لعنت "۔

۳۲ من سب احدًا من اصحابی فاجلدوه - (ابو سعید) کنز العمال ص ۱۳۶ ج ۶ -

" جو میرے صحابہؓ میں سے کسی کو گالی دے اُسے کوڑے لگاؤ "۔

یہ حدیث اور ۳۰ والی حدیث، صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنے پر جو بتا رہی ہیں وہ ہر حکومت کا فرض ہے، جو حکومت نہیں کرتی وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجرم ہے۔

۳۳ عن أبی سعید الخدریؓ قال قال النبیؐ لا تسبوا اصحابی فلو أن احدکم أنفق مثل أحدٍ ذهبًا ما بلغ مدّ احدهم ولا نصیفه - متفق علیه مشکوٰة ص ۵۵۳

" فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا مت کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرلے تو بھی صحابہؓ میں سے ایک مُد (۶۸ تولے) تو کیا اس کے آدھے کے برابر بھی نہ پہنچے گا "۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو بُرا کہنا حرام قابلِ سزا ہے کیونکہ ان کا مرتبہ بے حد بلند ہے تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر خیرات کرے تو صحابیؓ کے ایک مُد کے برابر بھی نہیں ہوتا اور ثواب خلوصِ دل سے بڑھتا ہے تو ان میں سے ہر ایک کا خلوص دوسرے سے اتنا بڑھا ہوا ہے۔ سوچئے ان کو بُرا کہنے والوں کا عذاب کتنا ہوگا ؟

۳۴ عن جابر رضی الله عنه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجته یوم عرفة

" حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرفہ والے دن حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ

وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۵۶۹)

صلی اللہ علیہ وسلم کو قصویٰ اُونٹنی پر سوار دیکھا آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ کو یہ فرماتے سُنا کہ اے لوگو! میں نے تم میں وہ کچھ چھوڑا ہے کہ اگر تم اسے تھامے رکھو تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے :- کتاب اللہ اور میرا کنبہ میرے اہل بیت"۔

گناہ اور گمراہی سے بچانے والی دو چیزیں ہیں قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد و اہل بیت (ازواج) ان کی توہین ایسی ہے جیسے قرآن کی توہین۔

۳۵ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لھم لعنۃ اللہ علی شرکم۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۵۵۴

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو بُرا کہہ رہے ہوں تو یہ کہہ دیا کرو تم (دونوں فریقوں) میں سے جو بُرا اُس پر اللہ کی لعنت"۔

صحابہؓ (مرد ہوں یا عورت) جو اُن کو بُرا کہے اس کو یہ جواب دینا ہے کہ ان میں سے تم میں سے جو بَد ہو، اُس پر خدا کی لعنت اور ظاہر ہے کہ بُرا کہنے والا بَد ہے تو اس پر لعنت کی ہر مسلمان کو دُعا کرنی ہے۔

۳۶ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی لحب اللہ واحبوا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں طرح طرح کی نعمتوں سے غذا پہنچاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ تعالےٰ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہلِ

اھل بیتی لحبی۔	بیت سے محبت کرو، میری محبت
(ترمذی، مشکوٰۃ ص۵۷۳)	کی وجہ سے۔"

مشہور قاعدہ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے بقول متنبی ؎

حبیب الی قلبی حبیب حبیبی

یعنی محبوب کا محبوب میرے دل کا محبوب ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو اُن کے تمام دوستوں سے محبت لازم ہے۔ ان دوستوں، عزیزوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

۳۷ عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی أبغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک أن یأخذہ۔	"ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے، ڈرو اللہ سے میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان کو نشانۂ ملامت نہ بناؤ جو اِن سے محبت کرتا ہے میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کرتا ہے اور جو اُن سے نفرت کرتا ہے وہ میری نفرت کی وجہ سے اُن سے نفرت کرتا ہے اور جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑلے۔"
ترمذی۔ مشکوٰۃ ص۵۵۴	

غور کیجئے حضورؐ کے صحابہؓ سے کینہ اور بُرا کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا ہے اور حضورؐ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے اور اللہ تعالیٰ

کو جو اذیت دے گا تو قریب ہے کہ اُس کی پکڑ ایسی ہو کہ پھر دُنیا و آخرت میں ٹھکانہ نہ ہوگا۔

۳۸ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم رزین ۔ مشکوٰۃ ص۵۵۴

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی تم اقتدار کرو گے ہدایت پا جاؤ گے"۔

صحابیؓ وہ ہے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکبار بھی ملاقات ہوگئی چاہے اُس نے دیکھا بھی نہ ہو جیسے اندھا، اس ایک مُلاقات سے وہ صحابی ہوگیا مرد ہو، عورت ہو، بچہ ہو، بڑا ہو، اولاد ازواج میں سے ہو۔ اس کیمیاوی ملاقات سے وہ ہادی و مقتدائے قوم بن جاتا ہے۔ اس کو بُرا کہنے والا اپنی دُنیا و آخرت کی تباہی کو دیکھے۔

۳۹ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب ۔ (الحدیث) مشکوٰۃ ص۵۵۴

"فرمایا میرے صحابہؓ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سب سے بہتر ہیں پھر وہ اُن کے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ اُن کے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین) پھر جھوٹ پھیل جائے گا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی، صحابہؓ کی صدی، تابعین کی صدی خیر ہی خیر ہے۔ ان کے لوگوں کو بُرا کہنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر کہنے کا مُنکر ہے اس سے کفر تک کا اندیشہ ہے۔ فرمایا پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ اس کی دلیل ہے کہ تین صدیاں جھوٹ کے پھیلنے سے محفوظ ہیں اس لئے اُن کے بعد کا اجتہاد بھی معتبر نہیں ہے۔

نمبر۴ خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔ (الحدیث) متفق علیہ مشکوٰۃ ص۵۵۳

"میری اُمت کا بہترین میری صدی ہے پھر وہ لوگ جو اُس کے متصل ہیں" (یعنی تیسری صدی والے)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر اور اُس کی سزائے قتل کے بارے میں علماء اُمّت کا اجماع

مُعتبر و مستند کتابوں سے دسؔ حوالے

نمبر۱ وفی المیزان الکبریٰ للشعرانی: المردة وھی قطع الاسلام نیة أو قول کفر او فعل وقد اتفق الائمة علی أن من ارتد عن الاسلام وجب قتلهٗ وعلی ان قتل المزندیق واجب و ھو الذی یسّر الکفر ویتظاھر بالإسلام وعلی أنه إذا

"امام شعرانیؒ فرماتے ہیں :۔ ارتداد کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو نیتًا یا کلمۂ کفریہ یا فعل کفر کے ذریعہ سے ختم کرا دینا۔ اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ زندیق کا قتل کرنا واجب ہے جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور حقیقتًا کافر ہو۔ اور اس بات پر بھی

ارتد اهل قرية بالدين قوتلوا وصارت اموالهم غنيمة وهذا اما وجدته من مسائل الاتفاق -

اتفاق ہے کہ اگر کسی بستی والے مرتد ہو جائیں تو اُن سے قتال کیا جائے گا اور ان کے اموال مالِ غنیمت سمجھے جائیں گے، یہ وہ متفقہ مسائل ہیں جو مجھے ملے ہیں ۔"

۲ وفی فتح الباری شرح البخاری للحافظ ابن حجر صـ۲۳۶ ج ۱۲ -

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث حافظ ابن حجرؒ عسقلانی شافعی اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں :-

وقد نقل ابن المنذر الاتفاق على ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم صریحا وجب قتله ونقل ابوبکر الفارسی احد ائمة الشافعیه فی کتاب الاجماع ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم بما هو قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلو تاب لم یسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا یسقط بالتوبة - وخالفه القفالؒ

ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اُسے قتل کرنا واجب ہے آئمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسی نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت کے ساتھ بُرا کہے اُس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے توبہ کر لے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہو گا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ قفالؒ نے البتہ اس کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کُفر گالی کی وجہ سے تھا تو دوبارہ اسلام قبول کرنے سے قتل

وقال اکفر الکفر بالسب
فیسقط القتل بالاسلام
وقال صیدلانی یزول
القتل ویجب حد القذف
وَضَعَّفَهُ الامام فان
عرض فقال الخطابی لا
اعلم خلافا فی وجوب قتله
اذا کان مسلما وقال ابن
بطال اختلف العلماء
فیمن سب النبی صلی الله
علیه وسلم فاما اهل
العهد والذمة کالیهود
فقال ابن القاسم عن
مالك یقتل الا أن
یسلم واما المسلم فیقتل
بغیر استتابة ونقل
ابن المنذر عن اللیث
والشافعی وأحمد واسحاق
مثله فی حق الیهودی و
نحوه ومن طریق الولید
بن مسلم عن الاوزاعی و
مالك فی المسلم هی ردة

ساقط ہو جائے گا۔ صیدلانیؒ کا قول
یہ ہے کہ قتل تو ساقط ہو جائے گا مگر
حد قذف جاری ہو گی۔ مگر امام نے اس
قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ تو صریح
تہمت کا حکم تھا اگر تعریضاً (یعنی اشارۃً
وکنایتہً) بُرا کہا تو خطابی کا قول ہے
کہ اگر یہ بُرا کہنے والا مسلمان تھا تو
اس کے قتل کے واجب ہونے میں مجھے
کسی کے اختلاف کا علم نہیں۔ ابن بطالؒ
کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی
دینے والے کے بارے میں علماء کا
اختلاف یہ ہے کہ ذمیوں نے اگر ایسا
کیا تو ابن القاسم کی روایت کے
مطابق امام مالکؒ نے فرمایا اگر اسلام
نہ لائے تو قتل کر دیا جائے۔ باقی مسلم
ایسا کرے تو بغیر توبہ طلب کئے اسے
قتل کر دیا جائے اور ابن المنذر نے
لیثؒ بن سعد، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن
حنبل اور امام اسحاقؒ سے یہودی وغیرہ
کے بارے میں یہی فتویٰ نقل کیا ہے
اور ولید بن مسلم کی روایت کے مطابق
امام اوزاعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب

يستتاب منها وعن الكوفيين اذ كان ذميا عزّر وان كان مسلماً فهي ردة ـ (فتح الباري ص۲۳۶ / ۱۲) وفيه ايضاً واحتج الطحاوي لاصحابهم بحديث الباب وايّده بأن هذا الكلام لو من مسلم لكان ردة ص۲۳۶ / ۱۲

یہ ہے کہ مسلمان ایسا کرے تو مرتد ہو جائے گا (جس کی سزا قتل ہے) اور اُسے توبہ کرنے کو کہا جائے گا اور علماء کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ ذمّی ہے تو اُس کی سزا تعزیر ہے اور اگر مسلمان ہے تو یہ ارتداد ہے (اور اس کی سزا قتل ہے)

۳۷ وفي خلاصة الفتاوى :

علامہ طاہر بخاریؒ اپنی کتاب خلاصۃ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں :-

وفي المحيط من شتم النبي صلى الله عليه وسلّم واهانه أو عابه في امر دينه او في شخصه أو في وصف من أوصاف ذاته سوا، كان الشاتم مثلا من امته او غيرها او سواء كان من أهل الكتاب أو غيره ذميا كان أو حربيا، سواء كان الشتم أو الاهانة أو العيب صادرًا عنه عمدًا أو سهوًا أو غفلة أو جدًا أو هزلا

”محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، آپؐ کی اہانت کرے آپؐ کے دینی معاملات یا آپؐ کی شخصیت یا آپؐ کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے، چاہے گالی دینے والا آپؐ کی اُمت میں سے ہو اور خواہ اہلِ کتاب وغیرہ میں سے ہو، ذمّی ہو یا حربی، اور خواہ یہ گالی، اہانت اور عیب جان بُوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بنا پر، نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہو گا اس طرح کہ اگر توبہ

فقد كفر خلوداً بحيث ان تاب لم يقبل توبته ابداً لا عند الله ولا عند الناس وحكمه فى الشريعة المطهرة عند المتاخرين المجتهدين اجماعاً وعند المتقدمين القتل قطعاً ولا يداهن السلطان ونائبه فى حكم قتله۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ص۳۸۶ ج۴)

کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الناس۔ اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین و مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اُس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔"

۴ وفی رحمة الامة للشيخ الدمشقى الشافعیؒ :

الردة هى قطع الاسلام بقول أو فعل او نية اتفق الائمة على ان من ارتد عن الاسلام وجب عليه القتل ثم اختلفوا هل يتحتم قتله فى الحال أم يوقف على استتابته وهل استتابته واجبة او مستحبة واذا استتيب فلم يتب هل يمهل أم لا فقال أبو حنيفة لا تجب

شیخ دمشقی شافعی رحمۃ الامۃ میں لکھتے ہیں :-

"ارتداد، اسلام کو نیتاً یا قولاً یا فعلاً ختم کر دینے کا نام ہے اور ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو اُس کا قتل واجب ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ فوراً قتل کیا جائے گا یا توبہ کرنے کی مہلت دی جائے گی۔ اور اختلاف اس میں ہے کہ توبہ کرنے کے لئے کہنا واجب ہے یا صرف مستحب، اور اگر توبہ کروانے کے باوجود توبہ نہ کرے تو کیا مزید مہلت دی جائے گی یا نہیں؟ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے توبہ

استتابته ويقتل في الحال إلا أن يطلب إلا مهال - (ص۱۳۶ ج۲)

کے لئے کہنا واجب نہیں ہے بلکہ فوراً اسے قتل کر دیا جائے گا۔ الاّ یہ کہ وہ خود مُہلت طلب کرے۔"

۵۔ وقال ابن تيميةؒ :

ابن تیمیہؒ اپنی معروف کتاب الصارم المسلول میں لکھتے ہیں :-

وعن مجاهد قال اتى عمر برجل يسبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتله ثم قال عمر من سبّ الله أو سبّ احدا من الانبياء فاقتلوه هذا مع أن سيرته في المرتد انه يستتاب ثلاثا ويطعم كل يوم رغيفا لعله يتوب فإذا امر بقتل هذا من غير استتابة علم ان جرمه اغلظ عنده من جُرم المرتد المجرّد فيكون جرم سابه من أهل العهد أغلظ من جرم من اقتصر على نقض العهد ولا سيما وقد أمر بقتله مطلقا من غير

"حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہہ رہا تھا، حضرت عمرؓ نے اُسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ یا انبیاءؑ میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرے اُسے قتل کر دو۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ مرتد کے بارے میں یہ رہا ہے کہ اسے تین دن تک توبہ کے لئے کہا جائے اور ہر روز ایک روٹی بطور غذا اُسے دی جاتی رہے تاکہ شاید وہ توبہ کر لے (اور اُس کی جان بچ جائے) لیکن اس گستاخی کرنے والے کو حضرت عمرؓ نے توبہ طلب کئے بغیر قتل کرنے کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا جرم عام مرتد سے کہیں زیادہ

ثنيا وكذلك المرأة التي سبّت النبي صلّى الله عليه وسلّم فقتلها خالد بن وليد ولم يستتبها دليل على أنها ليست كالمرتدة المجردة وكذلك حديث محمد بن مسلمة لما حلف ليقتلن ابن يامين لما ذكر أن قتل ابن الاشرف كان غدرًا وطلبه لقتله بعد ذلك مدة طويلة ولم ينكر المسلمون ذلك عليه مع انه لو قتله لمجرد الردة لكان قد عاد الى الإسلام بما أتى به بعد ذلك من الشهادتين والصلوات ولم يقتل حتى يستتاب ، وكذلك قول ابن عباسؓ في الذي يرمي امهات المؤمنين إنه لا توبة له نصٌّ في هذا المعنى وهذه القضايا و قد اشتهرت ولم يبلغنا أن احدًا أنكر شيئا من ذلك ۔

(الصارم المسلول ص ۲۱۹/۲۴)

سخت ہے۔ اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ ہو اس کا جرم اس عام ذمی سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے جو سخت ہے ۔ اسی طرح وہ ذمی جو گستاخ ہو اس کا جرم اس عام ذمی سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے جو صرف عہد توڑنے کا مرتکب ہوا ہو۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بلا کسی استثنار کے اُسے قتل کرنے کا حکم دیا تھا ۔ اسی طرح وہ عورت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی حضرت خالد بن الولیدؓ نے اس سے بغیر توبہ طلب کئے اسے قتل کیا۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی عورت عام مرتدہ کی طرح نہیں ہے۔ اسی طرح محمد بن مسلمہ کہ جب انہوں نے ابن یامین کو قتل کرنے کی قسم کھائی اور ایک عرصہ تک اس کو قتل کرنے کی جستجو اور تلاش میں لگے رہے تو مسلمانوں نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ اگر محض ارتداد ہی وجہ قتل ہوتا تو وہ اسلام لا کر کلمہ شہادت پڑھ چکا تھا اور نمازیں ادا کر رہا تھا تو بغیر توبہ طلب

کئے اسے قتل کرنا جائز نہ ہوتا۔ اسی طرح جو شخص امہات المؤمنین پر تہمت لگائے، اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول کہ ایسے شخص کی کوئی توبہ نہیں، درحقیقت ہمارے مضمون کی تصریح ہے۔ بہرحال یہ واقعات مشہور ہیں اور ہمیں ایک شخص کے بارے میں بھی علم نہیں کہ اُس نے ان میں سے کسی بات پر اعتراض کیا ہو۔"

۲ وفی فتح القدیر لابن الهمام: کل من ابغض رسول الله صلی الله علیه وسلم بقلبه کان مرتدا فالساب بطریق الاولی ثم یقتل حدا عندنا فلا تعمل توبته فی إسقاط القتل قالوا هذا مذهب اهل الکوفة ومالك ونقل عن أبی بکر الصدیقؓ ولا فرق بین أن یجیئی تائبا من نفسه أو شهد علیه بذلك بخلاف غیره من المکفرات فإن الإنکار فیها توبة ولا تعمل الشهادة معه حتی قالوا یقتل وإن

علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں :۔" اگر کوئی شخص قلباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے تو وہ کافر و مرتد ہے تو گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہو گا۔ پھر ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک اسے بطور سزا قتل کیا جائے گا اس کی توبہ قتل کے اسقاط میں مؤثر نہ ہوگی۔ علماء نے لکھا کہ اہلِ کوفہ اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے چاہے بعد میں وہ خود توبہ کر کے عدالت میں آیا ہو یا اس کے خلاف گواہیوں سے یہ جُرم ثابت ہُوا ہو۔ یہ گالی کا مسئلہ دوسرے مکفرات سے مختلف ہیں۔ کیونکہ وہاں انکار خود توبہ کے قائم مقام ہے تو شہادت بے کار ہو جاتی ہے۔ علماء نے

سبّ سکران و لا یعفی عنه ولا بد من تقییدہ بما اذا کان سکرہ بسبب محظور باشرہ مختارا بلا اکراہ و إلا فھو کالمجنون وقال الخطابی لا أعلم احدًا خالف فی وجوب قتله واما مثله فی حقه تعالیٰ فتعمل توبتہ فی اسقاط قتله۔

(فتح القدیر ص۳۳۲ ج ۵)

یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشہ میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا لیکن ہمارے خیال کے مطابق نشہ میں یہ قید ہونی چاہیئے کہ اس کا نشہ کسی ایسی ممنوع چیز کی وجہ سے ہو جو بلا اکراہ اپنے خیال سے اُس نے استعمال کی ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس کا حکم پاگل کا سا ہوگا۔ خطابیؒ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔ اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔"

۷ وقال ابن نجیم :۔ ویستثنیٰ منه مسائل اوولی الردۃ بسبّه صلی اللہ علیه وسلم قال فی فتح القدیر کل من أبغض رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بقلبه کان مرتدا فالساب بطریق الاولیٰ ثم یقتل حدا عندنا فلا تقبل توبته فی اسقاط

ابن نجیم بحر الرائق میں تحریر کرتے ہیں:۔ "چند مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں، پہلا وہ ارتداد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے سے ہو۔ فتح القدیر میں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلباً نفرت کرے وہ مرتد ہے تو گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہے۔ پھر ہمارے نزدیک اس گالی کے جرم کی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ اس کے قتل کی معافی میں

القتل قالوا هذا مذهب اهل الكوفة ومالك ونقل عن ابی بکر الصدیق رضؓ قال الخطابی لا اعلم احدًا خالف فی وجوب قتله و أما مثله فی حقه تعالیٰ فتقبل توبته فی اسقاط قتله - وعَلَّلَه البزازی بأنه حق تعلق به حق العبد فلا یسقط بالتوبة کسائر حقوق الآدمیین وکحد القذف لا یزول بالتوبة وصرح بان سب واحد من الانبیاء کذلك -
(ص۱۲۲ ج۵)

مؤثر نہ ہوگی۔ علماء نے فرمایا کہ اہلِ کوفہ اور امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منقول ہے۔ خطابی کا قول ہے کہ مجھے علم نہیں کہ کسی نے ایسے شخص کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ کی شان میں ایسا کرنے والے کی توبہ اس کے قتل کی معافی میں مؤثر ہوگی۔ بزازیؒ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جیسے تمام حقوق العباد۔ اور جیسا کہ حدِ قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازیؒ نے اس کی بھی تصریح کی کہ انبیاءؑ میں سے کسی ایک کو بُرا کہنے کا یہی حکم ہے۔"

۵ وفی الفتاوی الخیریة :-
سئل - فی شقی لعن نبی الله ابراهیم علیه السلام فما یترتب علیه - وهل اذا جاء تائبا من قبل نفسه راجعا عما قال یدفع عنه

فتاویٰ خیریہ میں ہے: (سوال)
"ایک بدبخت نے نبی اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر لعنت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ خود تائب ہو کر آجائے اور جو کچھ کہا تھا اس سے رجوع کرلے تو کیا اس سے ارتداد کی سزا ختم ہو

موجب الردة الّذی هو القتل وما الحکم فیه ؟

اجاب : یقتل حدًا ولا توبة له أصلا ففی البزازیة وغیرها من کتب الفتاویٰ واللفظ لها لو ارتد والعیاذ بالله تعالیٰ تحرم امرأته ویجدد النکاح بعد اسلامه ویعید الحج ولیس علیه اعادة الصلوٰة والصوم کالکافر الاصلی إلا اذا سبّ رسول الله صلی الله علیه وسلم أو واحدًا من الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فإنهُ یقتل حدًا ولا توبة له أصلا سواء کان بعد القدرة علیه بالشهادة أو جاء تائبا من قبل نفسه کالمتزندق فانه حد وجب فلا یسقط بالتوبة ولا یتصور فیه خلاف لأحد لأنهٗ حق تعلق به

جائے گی جو قتل ہے ؟ اور اس صُورت میں حکم کیا ہے ؟

(جواب) اسے بطور سزا قتل کیا جائے گا اور اس کے لئے بالکل توبہ نہیں ہے بزازیہ اور اس کے علاوہ دیگر کتب فتاویٰ میں صراحت ہے کہ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔ اسلام کے بعد نکاح کی تجدید ہو گی۔ حج بھی دوبارہ کرنا ہو گا۔ البتہ نماز روزے کا اعادہ واجب نہیں۔ الّا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو بُرا کہے۔ ایسے شخص کو حدًا قتل کیا جائے گا اور اس کے لئے توبہ نہیں، چاہے اُس کے پکڑے جانے اور اُس کے خلاف گواہیوں کے قائم ہو جانے کے بعد وہ توبہ کرے یا از خود تائب ہو کر آئے اس کا حکم وہی ہے جو زندیق کا کیونکہ حد جب واجب ہوتی ہے تو پھر توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ میں کسی کے خلاف کا تصوّر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ (نبی کو گالی دینا)

حق العبد فلا يسقط بالتوبة
كسائر حقوق الآدميين
وكحد القذف لا يزول
بالتوبة. بخلاف ما إذا
سب الله تعالى ثم
تاب لأنه حق الله تعالى
ولأن النبي بشر والبشر
جنس تلحقهم المعرة
إلا من أكرمه الله تعالى
والباري منزه عن جميع
المعايب و بخلاف الارتداد
لأنه معنى ينفرد به
المرتد لا حق فيه لغيره
من الآدميين ولكونه بشرا
قلنا إذا شتمه عليه السلام
سكران لا يعفي ويقتل حدًا
وهذا مذهب أبي بكر
الصديق رضي الله عنه والإمام
الأعظم والبدري و
اهل الكوفة والمشهور
من مذهب مالك واصحابه
قال الخطابي لا أعلم احدًا

ایک ایسا حق ہے جس کے ساتھ بندے
کا حق متعلق ہے اس لئے توبہ سے یہ
حق ساقط نہ ہوگا جیسا کہ تمام حقوق
العباد کا یہی معاملہ ہے اور جیسا کہ
حد قذف توبہ سے معاف نہیں ہوتی۔
اس کے برخلاف اگر کسی نے اللہ تعالیٰ
کو بُرا کہا پھر توبہ کر لی تو یہاں توبہ اس
لئے قبول ہے کہ یہ حقُّ اللہ ہے اور اس
لئے بھی کہ نبی انسان ہوتا ہے اور انسان
بحیثیت انسان کے عیب دار ہو سکتا
ہے۔ الّا یہ کہ جس کو اللہ تعالےٰ معزز
بنا کر پاک صاف رکھے باقی اللہ تعالےٰ
تو تمام معائب سے منزہ ہیں۔ اسی
طرح بُرا کہنا عام ارتداد سے ہٹ کر
ہے کیونکہ ارتداد میں کسی دوسرے کا
حق ضائع نہیں ہوتا اس کا اپنا فعل
ہوتا ہے اور چونکہ نبی بشر ہیں اس
لئے ہمارا مذہب یہ بھی ہے کہ اگر نشہ باز
حضور علیہ السلام کو گالی دے تو اس
کی معافی نہ ہوگی بلکہ اُسے قتل کیا جائے
گا اور یہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مذہب
ہے اور یہی امام اعظمؒ، بدری، اہل کوفہ

من المسلمين اختلف في
وجوب قتله اذا كان مسلما
وقال سحنون المالكي أجمع
العلماء على أن شاتمه
كافر وحكمه القتل ومن
شك في عذابه وكفره كفر
قال الله تعالى :
ملعونين اينما ثقفوا
اخذوا وقتلوا تقتيلا
(الآية)
وروى بسنده أنه صلى
الله عليه وسلم قال من
سب نبيا فاقتلوه ومن
سب اصحابي فاضربوه
وأمر صلى الله عليه وسلم
بقتل كعب بن الأشرف
بلا إنذار وكان يؤذيه
صلى الله عليه وسلم وكذا
أمر بقتل ابي رافع اليهودي
وكذا أمر بقتل ابن خطل
هذا وكان متعلقا بأستار
الكعبة ودلائل المسئلة

امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا معروف مذہب
ہے خطابی کا قول ہے کہ میں مسلمانوں میں
سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس کا ایسے
شخص کے وجوب قتل میں کوئی اختلاف
ہو جو مسلمان ہو کر بدگوئی کرے۔ سحنونؒ
مالکی کا قول ہے کہ علماء کا اس بات پر
اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام کو گالی دینے
والا کافر ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔
بلکہ جو شخص اس کی سزا اور کفر میں شک
کرے وہ بھی کافر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"دھتکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ
اور مار دھاڑ کی جائے گی"
اور سند کے ساتھ حدیث مروی ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو
اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے
مارو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
دیا کہ کعب بن الاشرف کو بلا آگاہ کئے
قتل کر ڈالو، وہ حضورؐ کو اذیت پہنچاتا تھا۔
اسی طرح آپ نے ابو رافع یہودی کے قتل
کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ نے ابن خطل
کو کعبہ کے پردوں سے لٹکے ہونے کے

تعرف فی کتاب الصارم المسلول
علی شاتم الرسول انتہی ۔
وفی الاشباہ کل کافر تاب
فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا
والآخرۃ الا جماعۃ الکافر
بسب نبی وبسب الشیخین
أو أحدھما وبالسحر و
الزندقۃ إلی آخر ما فیہ
والمسئلۃ مقررۃ مشہورۃ
فی الکتب غلیۃ عن
الاطناب والحاصل فیہا
وجوب قتل مثل ھذا الشقی
المتھود فی حق مثل ھذا
النبی الجلیل وإن کان قد طلب
وجدد الاسلام ۔
(الفتاوی الخیریۃ ص۱۰۲ وایضاً ص۱۰۳)

کے باوجود قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس
مسئلہ کے دلائل "الصارم المسلول" میں
دیکھے جا سکتے ہیں۔ "الاشباہ" میں صراحت
ہے کہ ہر کافر کی توبہ دُنیا و آخرت میں
قبول ہو جاتی ہے سوائے چند لوگوں
کے، اللہ کے نبی کو گالی دے کر یا
شیخین یا اُن میں سے کسی کو گالی دے
کر کافر ہو جانے اور جادو اور
زندقہ کے ساتھ کافر ہو جانے والا۔
بہر حال مسئلہ طے شدہ اور مشہور ہے
اس لئے تفصیل کی بھی حاجت نہیں۔
خلاصہ یہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام
جیسے نبی جلیل کی شان میں گستاخی کرے
اس بدبخت و گستاخ کو قتل کرنا
واجب ہے چاہے وہ توبہ کرکے تجدید
اسلام ہی کیوں نہ کر چکا ہو"۔

امام قرطبیؒ مالکی اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں :-

۹ قال ابن المنذر أجمع عامۃ
اھل العلم علی أن من سب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ القتل وممن قال
ذلک مالک واللیث واحمد

"ابن المنذر کا کہنا ہے کہ عام اہلِ علم کا
اجماع اس بات پر ہے کہ جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بُرا کہے اس کا قتل واجب
ہے۔ امام مالکؒ، لیثؒ احمد بن حنبل اور
اسحاق کا یہی قول ہے اور یہی امام

واسحاق وهو مذهب
الشافعي وقد حكي عن
النعمان انه قال لا
يقتل من سب النبي صلى الله
عليه وسلم من اهل الذمة
على مايأتي ۔

وروی أن رجلا قال في
مجلس علي رضـ ما قتل كعب
بن الاشرف إلا غدرا فأمر
علي بضرب عنقه وقاله
آخر في مجلس معاوية
فقام محمد بن مسلمة
فقال أيقال هذا في
مجلسك وتسكت والله لا
أساكنك تحت سقف ابدا
ولئن خلوت به لاقتلنّه
قال علماؤنا هذا يقتل و
لا يستتاب إن نسب الغدر
للنبي صلى الله عليه وسلم
وهو الذي فهمه علي رضـ
ومحمد بن مسلمة
رضوان الله عليهما من

شافعیؒ کا مذہب ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ
سے مروی ہے کہ جو کافر ذمی، نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو برا کہے تو اسے قتل نہیں کیا
جائے گا (البتہ اگر مسلمان ایسا کرے تو
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی بوجہ ارتداد
اس کا قتل واجب ہے۔)

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ
کی مجلس میں کہا کہ کعب بن الاشرف کو
بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا، حضرت علیؓ نے
حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن مار دی جائے
(کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ
نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذارسانی
کی وجہ سے مباح الدم بن گیا تھا) اسی
طرح اسی قسم کا جملہ ایک اور شخص
(ابن یامین) نے منہ سے نکالا تو (کعب
بن الاشرف کو مارنے والے) حضرت محمد
بن مسلمہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہؓ
سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا
رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم
اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے
نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو
اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے

قاتل ذلك لان ذالك زندقة -

(ص۲۳ ج ۸)

شخص سے توبہ کے لئے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بدعہدی کو منسوب کرے - یہی وہ بات ہے جسے حضرت علیؓ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے سمجھا اس لئے کہ یہ تو زندقہ ہے -

نا وایضاً قال :

واختلفوا اذا سبه ثم أسلم تقية من القتل فقيل يسقط اسلامه قتله وهو المشهور من المذهب لان الاسلام يجب ماقبله - بخلاف المسلم اذا سبه ثم تاب قال الله تعالیٰ: قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ماقد سلف وقيل لا يسقط الاسلام قتله لانه حق للنبي صلى الله عليه وسلم وجب لانتهاك حرمته وقصده الحاق النقيصة والمعرة به

علامہ قرطبی مزید فرماتے ہیں :-

" اگر کوئی کافر گستاخی کرے اور پھر جان بچانے کے لئے اسلام لے آئے تو اُس کا اسلام اس کے قتل کو معاف کر دے گا۔ مشہور یہی ہے کیونکہ اسلام پہلے تمام جرائم کو ختم کر دیتا ہے، بخلاف مسلمان کے کہ اگر وہ گالی دے کر پھر توبہ کر لے (تو قتل معاف نہ ہو گا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

" آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آ جائیں گے تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے" اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسلام (کافر ساب کے) قتل کو ساقط نہ کرے گا - اس لئے یہ قتل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی وجہ سے واجب ہو چکا ہے کیونکہ اُس نے آپؐ

فلم یکن رجوعه الی الاسلام بالذی یسقط قتله ولا یکون احسن حالا من المسلم ۔ (صفحہ ج ۸)

کی بے عزتی کی تھی اور آپ پر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا تھا اس لئے اسلام لانے کی وجہ سے اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا بلکہ بدگوئی کی وجہ سے باوجود توبہ کے دونوں کو قتل کر دیا جائے گا ۔"

قیاس شرعی اور عقلی وجوہات

قیاس محض عقلی بات کو نہیں کہتے۔ یہ تو معنی لوگوں نے غلط کر رکھے ہیں ۔ اصل میں اشتراکِ علت سے اشتراکِ حکم کو شرعًا قیاس کہتے ہیں۔ اگر علت نصِ شرعی میں مذکور ہو یا بالکل بدیہی ہو جسے ہر شخص محسوس کر سکتا ہے تو وہ قیاس قطعی ویقینی ہوتا ہے اس کا انکار حرام ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اُف کہنا یا اُونچی آواز سے بات کر کے جھڑکنا حرام فرمایا ہے تو اس کی علت بالکل ظاہر اور ہر شخص کی سمجھ کی ہے۔ لہٰذا یقینی ہے یعنی اذیت تو جہاں جہاں یہ علت پائی جاتی ہے وہ سب کام انہی آیات سے حرام قرار پاتے ہیں ۔ مثلاً جوتے مارنا، ڈنڈے مارنا، کسی طرح سے ذلیل کرنا، طعن کرنا، گالی دینا سب انہی آیات سے یقینًا حرام ہیں اور ہر مسلمان اسے جانتا ہے، ہاں علت نص قطعی میں نہ ہو یا بالکل ظاہر نہ ہو تو اجتہادی ہوگی اور اس قیاس کا حکم ظنی ہوگا۔

اوّل تو ماں باپ ایک جسمانی ہیں ایک روحانی اور روح جسم سے افضل ہے تو روحانی ماں باپ جسمانی سے افضل ہوئے اس لئے وہ تمام احکام ان کے لئے

بھی ہوں گے جو ماں باپ کے لئے حرام وہ ان کے لئے بھی حرام۔

دوسرے اگرچہ ماں باپ بڑے محسن ہیں، پیدائش و تربیت سب انہی کی بدولت ہے مگر تمام انبیاء کرام ان سے زائد محسن ہیں کہ ابدی جہنم سے بچا بچا کر ابدی بہشتوں میں پہنچانے کا سامان کرتے ہیں۔ جیسے ماں باپ کو گالیاں دینا حرام ہیں سخت ترین خطرناک جرم ہیں ایسے ہی انبیاء اور اُن کے جانشین کو۔

تیسرے تمام دُنیا احسان کے لئے آقائی اور جس پر احسان ہو اس کے لئے غلامی کے قائل ہیں۔ الانسان عبد الاحسان (انسان احسان کا غلام ہوتا ہے) اسی لئے عرف عام میں محسن کے خلاف کہنے کو نمک حرام کا لقب دیا گیا ہے اس لئے ایسا شخص جو ایسے بڑے محسنوں کو گالیاں دے سب کے نزدیک سب سے بڑا نمک حرام سب سے بڑی سزا کا مستحق ہے۔

چوتھے سب جانتے ہیں کہ انبیاء کرام اللہ تعالےٰ کے انتخاب کئے ہوئے سب سے بڑے بزرگ ہیں، ان کی فرماں برداری فرض، ان کے احکام پہنچانے اور جاری کرنے والوں کی فرمانبرداری ضروری۔ بجائے فرمانبرداری کے گالیاں دینا اور بُرا کہنا اور خدائی احترامات کو پامال کرنا انتہائی جرم ہے۔

پانچویں ہر شخص یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد سب سے بزرگ حضرات انبیاء ہیں (صلی اللہ علیہم وسلم) اور اُن کے بعد اُن کے احباب، ان کو بجائے عزت دینے کے، گالیوں بُرائیوں سے ذلت دینے والا سب سے زیادہ سزا کا ہی مستحق ہے۔

چھٹے ہر شخص جانتا ہے کہ معمولی آدمی کی ہتک عزت بڑا جُرم ہے اور ہر حکومت میں یہ جُرم قابلِ سزا ہوتا ہے اور جب ہتکِ عزت انتہائی معززین کی ہو تو انتہائی سزائوں کا مستحق ہوتا ہے۔

ساتویں۔ سب سے ایک سوال:۔ اسرائیل ہو یا ساری دُنیا مشرق و مغرب

شمال جنوب کی کوئی مملکت یا اقوامِ متحدہ یا کوئی ادارہ جس میں انسانیت کی کوئی رمق باقی ہو بلکہ دُنیا بھر کے ہر ہر فرد سے یہ سوال ہے کہ اگر کوئی سلمان رشدی جیسا آپ کے نبیوں، مقتداؤں، دین کے ستونوں اور اُن کے اہلِ خانہ کا نام لے لے کر یہ انتہائی گندی، فحش بہتانِ محض گالیوں کی بوچھاڑ کرتا اور آپ کو اس پر طاقت و قدرت حاصل ہوتی تو آپ کو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے؟ اگر یہ انسانیت کی رمق کسی طرح اپنے لئے ایک سیکنڈ کو بھی برداشت نہیں کرسکتی تو اس وقت وہ انسانیت کہاں غائب ہو گئی؟ آخر آپ سب لوگ کس خوابِ غفلت میں ہیں؟ کیا یہی سبق آپ کے بدکردار نہیں دُہرائیں گے۔ کیا اس وقت آپ خود آگ بگولہ نہ ہو جائیں گے؟

یہ خبیث حملہ اوّلین حملہ ہے۔ اس کے مثل حملوں کا جب تانتا بندھے گا تو دُنیا کا کوئی ایسا فرد نہیں کہ اس کا کوئی نہ کوئی مخالف نہ ہو یا کسی ایسے کام کے لئے کسی کو کھڑا نہ کرسکے۔

اگر اس وقت اس کو برداشت کر لیا سمجھ لیجئے کہ ہمیشہ کے لئے آپ نے اپنے اور سب کے لئے یہ بیج کاشت کر لیا۔

اور

یہ بھی یاد رکھئے کہ اوّل اوّل میں روکنا سہل ہوتا ہے جب طوفان حد سے گزر جاتا ہے تو وہ کسی کے قابو کا نہیں رہتا۔ آج ایک کے لئے تو کل دوسرے، پرسوں تیسرے کے لئے۔ خدا ہوش سے سب لوگ کام لیں ورنہ پھر ساری دُنیا درہم برہم ہو کر رہے گی۔

*

عبارات الفقہاء والائمہ

(ائمہ کرام کے چند اقوال)

جلیل القدر علماء وفقہاء میں سے دس کے اقوال

۱ وفی تنقیح الفتاوی الحامدیة:-

ولیس سبه صلی الله علیه وسلم کالارتداد المقبول فیه التوبة لأن الارتداد معنی ینفرد به المرتد لاحق فیه لغیره من الأدمیین فقبلت توبته ومن سب النبی صلی الله علیه وسلم تعلق به حق الآدمی ولا یسقط بالتوبة کسائر حقوق الآدمیین فمن سب النبی صلی الله علیه وسلم او احدا من

علامہ آفندیؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنا عام ارتداد کی طرح نہیں کیونکہ عام ارتداد میں مرتد صرف اپنا مُجرم ہوتا ہے انسانوں میں سے کسی کا حق متعلق نہیں ہوتا اس لئے اس کی اپنی توبہ مقبول ہے۔ اس کے برخلاف جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اس کے ساتھ ایک انسان (وہ بھی انسان کامل) کا حق متعلق ہوگیا جو صرف توبہ سے ساقط نہ ہوگا۔ جیسے تمام حقوق العباد کا یہی حال ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو بُرا کہا تو وہ کافر ہے اور

الانبياء صلوات الله عليهم وسلامه فانه يكفر ويجب قتله ثم ان ثبت على كفره ولم يتب ولم يسلم يقتل كفرًا بلا خلاف وإن تاب وأسلم فقد اختلف فيه والمشهور من المذهب القتل حدًا وقيل يقتل كفرًا في الصورتين۔

(تنقیح الفتاوٰی الی مرتبہ ص۱۰۱)

واجب القتل ہے۔ اس کے بعد اگر وہ کفر پر باقی رہا اور توبہ کر کے اسلام قبول نہ کیا تو اُسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اور اگر اُس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تو اس میں علماء کا اختلاف ہے اور مشہور مذہب یہ ہے کہ اُسے (بطورِ سزا) حدًا قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں صُورتوں میں کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا"۔

۲۷ وفي شرح الفقه الاكبر للملا علي القاريؒ :-

ثم اعلم أن المرتد يعرض عليه الاسلام على سبيل الندب دون الوجوب لأن الدعوة بلغته وفي المبسوط وإن ارتد ثانيا وثالثا فكذلك يستتاب وهو قول أكثر أهل العلم وقال مالك واحمد رضي الله عنهما لا يستتاب من تكرر منه

مُلّا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں :-

"یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ مرتد پر اسلام کا پیش کرنا واجب نہیں صرف مستحب ہے۔ کیونکہ دعوتِ اسلام اسے پہلے پہنچ چکی ہے۔ مبسوط میں ہے کہ اگر وہ دوسری تیسری بار مرتد ہُوا ہے تو اسی طرح توبہ کا موقع دیا جائے گا اور اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ جس سے ارتداد بار بار سرزد ہو اس سے توبہ نہیں کروائی جائیگی جیسا کہ یہی

كالزنديق ولنا في الزنديق روايتان في رواية لا تقبل توبته لقول مالك رضي الله عنه وفي رواية تقبل وهو قول الشافعي رحمة الله وهذا في حق احكام الدنيا وأما فيما بينه وبين الله تعالى قبل بلا خلاف وعن ابي يوسف رحمة الله اذا تكرر منه الارتداد يقتل من غير عرض الاسلام لاستخفافه بالدين۔

وفيه أيضاً : في الخلاصة روي عن ابي يوسفؒ انه قيل بحضرة الخليفة المامون ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب القرع فقال رجل أنا لا احبه فأمر أبو يوسف باحضار النطع والسيف فقال الرجل استغفر الله مما ذكرته ومن جميع ما يوجب الكفر

معاملہ زندیق کا ہے۔ احناف کی زندیق کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ مقبول نہیں اور ایک روایت امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق ہے کہ توبہ قبول ہے اور یہ سب دنیاوی احکام کے حق میں ہے باقی فیما بینہٗ وبین اللہ تعالےٰ تو بلا خلاف مقبول ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر ارتداد مکرر ہو تو بغیر اسلام پیش کئے اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ اُس نے دین کا استخفاف کیا ہے۔ صـ ۱۳۲

نیز خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کا واقعہ نقل کیا گیا کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون کے سامنے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کدّو پسند فرماتے تھے۔ ایک آدمی فوراً بولا مَیں اسے پسند نہیں کرتا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ نے حکم دیا کہ تلوار اور چمڑا لایا جائے (جو قتل کے لئے منگوایا جاتا ہے) اس آدمی نے کہا میں نے جو کچھ ذکر کیا اس سے اور تمام موجباتِ کفر سے استغفار کرتا ہوں : اشہد أن لا إلٰہ الا اللہ و

اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد ان محمدًا عبدهٗ و
رسوله فترکه ولم یقتل۔
وحکی أن فی زمن الخلیفة
المامون سئل واحد عمّن قتل
حائکا فاجاب فقال یلزمه
غضارة غرّاء أی جاریة
شابة رعناء فسمع المامون
ذلك وأمر بضرب عنق
المجیب حتی مات وقال
هذا استهزاء بحکم الشرع
والاستهزاء بحکم من
احکام الشرع کفر۔
وحکی أن الأمیر
الکبیر تیمور ذات یوم
ملّ وانقبض ولم یجب
احدا فیما سئل فدخل
ضحتکه فاخذ یقول
مضاحکهٗ فقال دخل علی
قاضی بلدة کذا واخذه فی
شهر رمضان فقال یا حاکم
الشرع فلان اکل صوم رمضان

اشہد اَن محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ امام ابو یوسفؒ
نے اُسے چھوڑ دیا اور قتل نہیں کیا۔ اسی
قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ مامون
کے زمانے میں ایک شخص سے پوچھا گیا
کہ اگر کسی نے جولاہے کو قتل کیا تو کیا حکم
ہے؟ جواب دینے والے نے (قتل کے
حکم شرعی کا) مذاق اُڑاتے ہوئے کہا کہ
ایک خوبصورت تر و تازہ باندی دینی ہوگی۔
مامون نے یہ جواب سُنا تو جواب دینے
والے شخص کی گردن اڑانے کا حکم دیا
جس پر عمل کیا گیا اور کہا کہ یہ شریعت کے
احکام کا استہزاء ہے اور شریعت کے کسی
بھی حکم کا مذاق اُڑانا کفر ہے۔
اسی طرح منقول ہے کہ امیر تیمور ایک
روز اُداس اور دل گرفتہ تھا کسی کے
سوال کا جواب نہ دیتا تھا۔ اس کے
مصاحب مسخرے اس کے پاس آئے ایک
مسخرہ تیمور کو منانے کے لئے کہنے لگا کہ وہ
فلاں شہر میں فلاں قاضی کے پاس گیا
اور جا کر کہا اے قاضی شرع فلاں آدمی
نے رمضان کا روزہ کھا لیا ہے جس کے
گواہ میرے پاس موجود ہیں۔ وہ قاضی

ولی فیھا شھود فقال ذلك القاضی لیث آخر تاکل الصلوٰۃ نتخلص منھا لیضحك الأمیر فقال الأمیر أما وجدتم تضحیکًا سوی امر الدین فأمر بضربه حتی اثخنه ۔

فرحم الله من عظّم الدین الإسلام ۔ (شرح الفقه الاکبر للقاریؒ ص۱۳۲ تا ص۱۳۴)

کہنے لگا کاش ایک اور آ کر نماز کو کھا جائے تو ہم دونوں عبادتوں سے چھوٹ جائیں۔ مسخرے نے یہ لطیفہ سُنایا تو تیمور نے حکم دیا کہ اس مسخرہ کو اتنا مارو کہ خون نکل آئے اور پھر کہا تمہیں دینی حکم کے سِوا مذاق کے لئے کوئی اور چیز نظر نہ آئی ؟

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہر اُس شخص پر جو دین اسلام کی تعظیم کا فریضہ انجام دے "۔

۳۷ وفی روح المعانی، علامه للآلوسی رح تحت قوله تعالیٰ :- وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُم من بعد عهدهم وطعنوا فِيْ دِيْنِكُم فقاتلوا أئمة الكفر ۔ (الآیة)

قال الآلوسی : ومن ذلك الطعن فی القرآن وذکر النبی صلی الله علیه وسلم وحاشاه بسوءٍ فیقتل الذمی به عند جمع

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں آیت "وان نکثوا ایمانہم" کے تحت لکھتے ہیں :-

(ترجمہ آیت) "اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب لگا دیں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے سرداروں سے "۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں :

اس میں قرآن پر طعنہ لگانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا صفات میں برائی کے ساتھ ذکر کرنا بھی داخل ہے، تو علماء کی ایک جماعت کے نزدیک ذمّی کافر

مستدلين بالآية سواء شرط انتقاض العهد به أم لا وممن قال بقتله (إذا أظهر الشتم والعياذ بالله) مالك والشافعي وهو قول الليث وأفتى به ابن الهمام ۔

(روح المعانی ص۱۳ ج ۵)

کو (بھی) اس کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا۔ وہ حضرات اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ چاہے اس ذمی کے ساتھ بدگوئی کو معاہدہ میں شرط قرار دیا گیا ہو یا نہ، اور جو علماء ایسے کافر ذمی کے قتل کے قائل ہیں اُن میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ شامل ہیں۔ یہی لیث کا قول ہے اور ابن الہمام نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے۔"

٧ وفي حاشية الشرنبلالية على درر الحكام: تنبيه:۔ محل قبول توبة المرتد مالم تكن ردته بسب النبي عليه السلام أو بغضه كما قدمه المصنف فإن كان به قتل حدًا ولا تقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات فإن الإنكار فيها توبة لكنه يجدد نكاحه إن شهد عليه مع إنكار۔

(ص۳۰۱)

دررالحکام کی شرح حاشیہ شرنبلالیہ میں ہے:۔

"کہ مرتد کی توبہ قبول ہونے کا محل اس وقت ہے جبکہ ارتداد نبی علیہ السلام کی بدگوئی اور بغض پر مبنی نہ ہو، جیسا کہ مصنف پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر ارتداد ایسا ہو تو پھر اس کی سزا قتل ہے اور توبہ قبول نہیں۔ (یعنی دنیاوی احکام میں) برابر ہے کہ وہ خود تائب ہو کر آیا ہو یا اسکے خلاف گواہی سے جرم ثابت ہوا ہو۔ بخلاف دوسرے موجباتِ کفر کے کہ ان میں انکار کر دینا ہی توبہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہاں بھی اگر گواہ موجود ہوں تو انکار کے باوجود نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے۔"

۵ـ وفی عالمگیریہ أنہ سئل جعفر عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش و عزمہ إلی الزنا ونحوہ الذی : یقولہ الحشویۃ فی یوسف علیہ السلام قال یکفر لأنہ شتم لہم و استخفاف بہم ۔

عالمگیری میں ہے کہ جعفرؒ سے پوچھا گیا کہ جو شخص انبیاء علیہم السّلام کی طرف فواحش کی نسبت کرے اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا، کافر ہو گا کیونکہ ایسا کہنا ان کو گالی دینا اور ان کو ہلکا سمجھنا ہے۔" (فتاویٰ عالمگیری ص۲۶۱ ج ۳)

۶ـ وفی الشرح الکبیر علی المغنی الجزء العاشر ص۵ ومن سبّ اللہ تعالیٰ أو رسولہ کفر سواء کان جادًّا أو مازحا وکذلک من استہزاء باللہ سبحانہٗ وتعالیٰ أو بآیاتہ أو برسلہ أو کتبہ لقولہ تعالیٰ ولئن سألتہم لیقولنّ انما کنا نخوض ونلعب قل أباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزؤون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" وینبغی أن لا یکتفی من الہازی بذلک بمجرد الاسلام حتی یؤدب

جو اللہ تعالےٰ یا اُس کے رسول کو بُرا کہے گا کافر ہو جائے گا چاہے سنجیدہ ہو اور چاہے مذاق کر رہا ہو۔ اسی طرح جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یا اس کی آیات یا اس کے پیغمبروں یا اُس کی نازل کردہ کتابوں کا استہزاء کرے گا وہ بھی دونوں صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کیساتھ اور اُسکی آیتوں کیساتھ اور اسکے رسول کیساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔" اور مناسب ہے کہ استہزاء کرنے والے کے صرف توبہ کرنے اور اسلام لانے پر اکتفاء نہ

أدبًا يزجره عن ذلك لأنه إذا لم يكتف ممن سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتوبة فهذا أولى .

(شرح المغني ص ج ٣)

کیا جائے بلکہ اس کی ایسی تادیب کی جائے جو اس کام سے اسے (ہمیشہ کے لئے) روک دے۔ کیونکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہے اُس کی توبہ پر اکتفا نہیں کیا جاتا تو اس کا معاملہ بطریق اولیٰ ایسا ہوگا۔"

۷ وقال العلامة الدردير في الشرح الصغير :- على أقرب المسالك إلى مذهب الإمام مالك" مانصّه: كالسّاب لنبيّ مجمع عليه فيقتل بدون استتابة ولا تقبل توبته ثم إن تاب قتل حدًّا ولا يعذر السّاب بجهلٍ لأنه لا يعذر احد في الكفر بجهل اوسكرٍ حرامًا أو تهوّرٍ كثرة الكلام بدون ضبط، ولا يقبل منه سبق اللسان أو غيظٍ فلا يعذر اذا سبّ حال الغيظ بل يقتل ولو لقوله أردت كذا

علامہ دردیر مالکی "شرح صغیر" میں فرماتے ہیں :-

"کسی متفق علیہ نبی کو گالی دینے والا قتل کر دیا جائے گا، نہ اُس سے توبہ طلب کی جائے گی اور نہ اُس کی توبہ مقبول ہے۔ اگر وہ توبہ بھی کرلے تب بھی اسے بطورِ سزا قتل کیا جائے گا۔ یہ بُرا کہنے والا نہ جہالت کی وجہ سے معذور ہوگا کیونکہ کفر میں جہل کوئی عذر نہیں نہ یہ نشہ کی وجہ سے معذور ہوگا بشرطیکہ وہ نشہ حرام ہو، نہ لاپرواہی کی وجہ سے معذور ہوگا کہ بلاسوچے سمجھے کثرتِ کلام کی وجہ سے اس میں مُبتلا ہوگیا ہے۔ اسی طرح سبقت لسانی کا عذر بھی قبول نہیں کیا جائے گا نہ غصہ کی وجہ سے معذور ہوگا، بلکہ اگر شدید غصہ میں گالی دے،

أى انه اذا قيل له بحق رسول الله فلعن ثم قال أردت العقرب أى لأنها مرسلة لمن تلدغه فلا يقبل منه و يقتل إلا أن يسلم الساب الكافر الأصلى فلا يقتل لأن الإسلام يجب ما قبله أما الساب المسلم إذا ارتد بغير السبّ ثم أسلم فلا يسقط قتله وسبّ الله كذلك أى كسبّ النبى يقتل الكافر ما لم يسلم وفى استتابة المسلم خلاف هل يستتاب فإن تاب ترك وإلا قتل أو يقتل ولو تاب والراجح الأول۔

(الشرح الصغير ص۴۳۹، ص۴۴۰ ج ۴)

تب بھی قتل کیا جائے گا۔ یا تاویل کر کے یہ کہے کہ میری مراد تو کچھ اور تھی جیسے کسی کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کا ذکر کیا گیا اُس نے لعنت کی اور پھر کہنے لگا میں نے تو بچھو پر لعنت کی تھی، کیونکہ اسے بھی کاٹنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے۔ ان سب صورتوں میں توبہ قبول نہیں اور قتل لازمی ہے۔ ہاں اگر بُرا کہنے والا کافر اصلی تھا پھر مسلمان ہو گیا تو قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ اسلام پرانے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ باقی رہا وہ شخص جو بدگو مسلمان تھا پھر کسی اور وجہ سے مرتد ہو گیا اور پھر اسلام لے آیا تو اس کا قتل ساقط نہ ہو گا۔ اور یہی حکم ہے اللہ تعالےٰ کو بُرا کہنے والے کا کہ یہ اگر مسلمان نہ ہو تو قتل کر دیا جائے گا۔ البتہ اگر مسلمان ایسی حرکت کرے تو اس سے توبہ کروانے میں اختلاف ہے کہ کیا توبہ کروا کے توبہ قبول کرنے کے بعد قتل معاف کر دیا جائے گا یا توبہ کے باوجود قتل کر دیا جائے گا۔ اس صورت میں راجح قول پہلا ہے۔"

۸ وقال ابن تيميةؒ :

إذا ثبت ذلك فنقول هذه الجناية جناية السبّ موجبها القتل، لما تقدم من قوله صلّى الله عليه وسلّم: من لكعب بن الأشرف فإنه قد آذى الله ورسوله فعلم أن من آذى الله ورسوله كان حقه أن يقتل ولما تقدم من أنه أهدر النبيّ صلّى الله عليه وسلّم دم المرأة السابة مع أنها لا تقتل لمجرد نقض العهد ولما تقدم من أمره صلّى الله عليه وسلّم قتل من كان يسبه مع إمساكه عمن هو بمنزلته في الدين وندبه الناس في ذلك والثناء على من سارعَ في ذلك ولما تقدم من الحديث المرفوع ومن أقوال الصحابةؓ أن

اسی طرح ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں :-

"جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اب ہم کہتے ہیں کہ اس جرم بدگوئی کی سزا صرف قتل ہے اس لئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" کون کعب بن الاشرف کو قتل کرے گا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیتیں دی ہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ اور رسولؐ کو اذیت پہنچائے گا اس کا قتل ہی برحق ہے، اور یہ واقعہ بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدگوئی کرنے والی عورت کے قتل کو بلا خون قرار دیا تھا حالانکہ صرف نقض عہد کی وجہ سے عورت کو قتل نہیں کیا جاتا اور یہ بھی گزر چکا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدگوئی کرنے والوں کو قتل کرنے کا حکم ہی نہیں دیا (حالانکہ اُنہی کے دوسرے ہم مذہب دُوسرے لوگوں سے آپؐ نے اپنا ہاتھ روکے رکھا) بلکہ لوگوں کو اس پر آمادہ کیا، اور اس کام میں پھرتی کرنے والوں کی آپؐ نے تعریف فرمائی اور پیچھے حدیث مرفوع اور اقوال صحابہؓ

من سبّ نبیًا قتل و من سبّ غیر نبی جُلد۔
(الصارم ص۲۹۲)

گزر چکے ہیں کہ جو کسی نبی کو بُرا کہے اُسے قتل کر دیا جائے اور کسی غیر نبی کو بُرا کہے اُسے کوڑے لگائے جائیں"۔

۹ وفی الشرح علی المغنی :-

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ اپنی مشہور کتاب شرح المغنی میں لکھتے ہیں :-

تحت مسئلہ وھل تقبل توبۃ الزندیق ومن تکررت ردّتہ او من سبّ اللہ تعالیٰ أو رسولہ أو الساحر علی روایتین احداھما لا تقبل توبتہ ویقتل بکلّ حال والأُخریٰ ما تقبل توبتہ کغیرہ۔

"باقی رہا یہ مسئلہ کہ زندیق اور وہ شخص جو بار بار مرتد ہوا اور وہ شخص جو اللہ، رسول کو گالی دے، نیز جادوگر کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ اس میں دو روایتیں ہیں، پہلی یہ کہ توبہ قبول نہیں اور ہر حال میں اُسے قتل کیا جائے گا اور دوسری یہ کہ عام مرتد کی طرح توبہ کر لیں تو توبہ قبول کر لی جائے گی۔

مفهوم کلام الشیخ رحمہ اللہ أن المرتد اذا تاب تقبل توبتہ ای کافر کان و ھو ظاھر کلام الخرقی سواء کان زندیقا أو لم یکن وھذا مذھب الشافعی والعنبری و یروی عن علی و ابن مسعود وھو احدی

مصنف کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ مرتد اگر توبہ کر لے تو ایک روایت کے مطابق اُس کی توبہ قبول ہوگی چاہے جیسا بھی کافر ہو، اور علامہ خرقی کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چاہے زندیق ہو یا نہ ہو۔ یہی امام شافعیؒ اور عنبری کا مذہب ہے اور حضرت علیؓ و حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور یہی امام احمدؒ سے ایک روایت ہے جس کو

الروايتين عن احمد واختيار أبي بكر الخلال وقال إنه أولى على مذهب أبي عبدالله۔
والرواية الاخرى لا تقبل توبة الزنديق ومن تكررت ردته وهو قول مالك والليث واسحاق و عن أبي حنيفة روايتان۔
واختيار أبي بكر انها لا تقبل لقول الله تعالى" إلا الذين تابوا واصلحوا وبينوا" والزنديق لا يظهر من ما يتبين به رجوعه وتوبته لأنه كان مظهرًا للاسلام مسرًّا للكفر فإذا أظهر التوبة لم يزد على ماكان منه قبلها وهو اظهار الاسلام وأما من تكررت ردته فقد قال الله تعالى: "ان الذين آمنوا ثم كفروا ثم آمنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا لم

ابوبکر خلال نے اختیار کیا ہے۔ اور اسے ہی امام احمد بن حنبل کا مذہب قرار دیا ہے۔
دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ نیز اس کی جو بار بار مرتد ہو یہی امام مالکؒ، لیثؒ اور اسحاقؒ کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے اس سلسلہ میں دونوں روایتیں ہیں۔
ابوبکر کی ترجیح کے مطابق ایسے شخص کی توبہ مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "مگر (لعنت سے وہ مستثنیٰ ہیں) جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کر دیں اور ظاہر کر دیں"۔ اور زندیق سے ایسی چیز ظاہر ہی نہیں ہوتی جو اس کے رجوع اور توبہ کو واضح کر سکے۔ کیونکہ وہ تو پہلے سے اسلام ظاہر کرتا تھا اور کفر کو چھپاتا تھا۔ اب جب اُس نے توبہ ظاہر کی تو پہلے سے زائد کوئی نئی بات ظاہر نہیں ہوئی اور وہ اس کا اظہار اسلام ہے (جس کی حقیقت ظاہر ہو چکی ہے) رہا وہ شخص جس کا ارتداد بار بار ہو تو اللہ تعالےٰ کا ارشاد واضح

یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا۔

(شرح المغنی ص۸۹ ج۱۲)

ہے کہ "بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے، پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ تعالےٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے۔"

۱۰ وقال الصاوی فی حاشیته علی الشرح الصغیر

قوله: کالسابّ لنبی، السبّ هو الشتم وکل کلام قبیح، حینئذٍ فالقذف والإستخفاف بحقه أو إلحاق النقص له داخل فی السبّ ویحل قتل السابّ إن کان مکلفا۔ قوله فلا یعذر إذا سبّ حال الغیظ ومن ھھنا حرم علی من یقول لمن قام به غیظ صل علی النبی قوله أما لساب المسلم الأوضح فی العبارة ان یقول أما

اسی سابقہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے امام صاوی مالکی اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

"یہ جو نبی کو "سب" کرنے والے کا حکم بیان کیا جا رہا ہے اس میں سب کا لفظ گالی کو بھی شامل ہے اور ہر بُرے کلام کو بھی۔ تو اب آپؐ پر تہمت آپؐ کی شان کو ہلکا سمجھنا، آپؐ پر عیب لگانا، یہ ساری صورتیں "سبّ" کے لفظ میں داخل ہیں۔ اور سابّ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ مکلّف (عاقل بالغ ہو) تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ متن میں جو یہ فرمایا گیا کہ غصّہ میں گالی دینا عذر نہیں اس سے مسئلہ معلوم ہو گیا کہ غصّہ کی حالت میں کسی کو درود پڑھنے کے لئے کہنا بھی جائز نہیں (کہ کہیں وہ غصّہ میں کچھ اور نہ بک دے) متن میں مسلمان بدگو کی عبارت کا مطلب

المسلم اذا ارتد لغير السب ثم سب زمن الردة ثم اسلم فلا يسقط قتل السب - قوله والراجح الأول أي قبول توبته كما هو مذهب الشافعي حتىٰ في سب الانبياء والملائكة، والفرق بين سب الله فيقبل وبين سب الانبياء والملائكة - لا يقبل أن الله لما كان منزها عن النقص له عقلا قبل من العبد التوبة بخلاف خواص عباده فاستحالة النقص عليهم من اخبار الله لا من ذواتهم فيشدد -

(الشرح الصغير ص۴۳۹، ص۴۴۰ ج۴)

یہ ہے کہ مسلمان اگر کسی اور وجہ سے مرتد ہو گیا۔ حالتِ ارتداد میں بدگوئی کی، پھر اسلام لے آیا تو بھی بدگوئی کی سزا قتل معاف نہ ہوگی۔ متن میں جو یہ فرمایا گیا کہ راجح پہلا قول ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول ہو جائے گی جیسا کہ انبیاء اور ملائکہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں بھی امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

لیکن ہمارے مذہب میں جو یہ فرق ہے کہ سابّ اللہ کی توبہ قبول ہے اور سابّ الانبیاء کی توبہ قبول نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تو عقلاً عیب سے پاک ہے اس لئے توبہ قبول ہو جائے گی۔ باقی اللہ تعالےٰ کے نیک بندے تو ان کا عیب سے پاک صاف ہونا اللہ تعالےٰ کے بتلانے سے ہوا ہے ان کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں۔ اس لئے اس بارے میں سختی کی جائے گی اور توبہ قبول نہ ہو گی۔"

قتل مرتد کے طریقہ پر

فقہ حنفی کی تین[۳] عبارات

۱ قال صاحب المتن فی بحث المرتد :

فإن اسلم فبها وإلّا قتل وقال الشامی قوله وإلّا قتل أی ولو عبدًا فیقتل وإن تضمن قتله إبطال حق المولی وهذا بالإجماع لإطلاق الأدلة فتح قال فی المنح وأُطلق فشمل الإمام غیرہٗ لکن إن قتلهٗ غیرہ أو قطع عضوا منه بلا اذن الإمام ادبه الامام۔

(شامی ۲۲۷ ج ۴)

علامہ شامی مرتد کی بحث میں لکھتے ہیں کہ :۔

" متن میں مرتد کے قتل کے واجب ہونے کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جو امام (حاکمِ وقت) اور غیر امام (غیر حاکم) دونوں کو شامل ہے۔ لیکن حاکمِ وقت کے علاوہ اگر کوئی دُوسرا شخص حاکم کی اجازت کے بغیر مرتد کو قتل کرے گا یا اُس کے کسی عضو کو کاٹ دے گا (تو اُسے قتل یا قطع کی سزا تو نہ ملے گی لیکن) امام اس کو تادیب کرے گا (کیونکہ یہ سزا جاری کرنا حکومت کی ذمّہ داری ہے) "۔

۲ فی العالمگیریة فی احکام المرتدین :

فإن قتلهٗ قاتل قبل عرض

فتاویٰ عالمگیری میں مرتدین کے احکام ذکر کرتے ہوئے کہا گیا :

" اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے

الإسلام عليه أو قطع عضوًا منه كره ذلك كراهة تنزيها هكذا في فتح القدير ولا ضمان عليه لكنه إذا فعل بغير إذن الإمام أدب على ما صنع كذا في غاية البيان۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ص۲۵۴)

کوئی قاتل اُسے قتل کر دے یا اُس کے کسی عضو کو کاٹ دے تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بحوالہ فتح القدیر) اور اس پر ضمان واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر امام کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو اُسے تادیب کی جائے گی (کہ حکومت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں کیوں لئے ؟)

۳ وقال ابن الهمام :

فتح القدیر شرح ہدایہ میں علامہ ابن الہمام نے فرمایا :-

في الهداية فإن قتله قاتل قبل عرض الإسلام عليه كره ولا شيئ على القاتل ومعنى الكراهية هنا ترك المستحب وانتفاء الضمان لأن الكفر مُبيحٌ للقتل والعرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب وقال ابن الهمام قوله فإن قتله قاتل الخ لأن الكفر مبيح وكل جناية على المرتد هدرٌ ومعنى الكراهة هنا كراهة

" کہ ہدایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے کوئی قاتل اُسے قتل کر دے تو مکروہ ہے مگر قاتل پر کچھ ضمان واجب نہ ہوگا۔ اس میں مکروہ سے مراد ترکِ مستحب ہے اور ضمان کا واجب نہ ہونا اس لئے ہے کہ مرتد کے کفر نے اس کے قتل کو جائز کر دیا تھا اور دعوتِ اسلام پہلے پہنچ چکنے کے بعد دوبارہ پہنچانا واجب نہیں ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کفرِ مرتد اُسے مباح الدم بنا دیتا ہے اور مرتد کے خلاف ہر جرم بلا ضمان ہے۔ اور متن میں مکروہ سے مراد مکروہ

تنزیہا وعند من یقول بوجوب العرض کراھۃ تحریما وفی شرح الطحاوی اذا فعل ذلک أی القتل أو القطع بغیر إذن الإمام اذب۔ (فتح القدیر صـ۳۱۰ ج ۵)	تنزیہی ہے ہاں جو لوگ دوبارہ عرضِ اسلام کے وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک مکروہ تحریمی ہوگا۔ شرح طحاوی میں مذکور ہے کہ اگر کوئی مرتد کو (بلا اذنِ امام) قتل کردے یا اس کا عضو قطع کر دے تو امام کی طرف سے اُسے تادیب سکھائی جائے گی "۔

معافی ایک دھوکہ ہے

بعض اخباروں میں جلی سُرخی سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ رشدی نے معافی مانگ لی اور معلوم ہُوا کہ فون پر اُس نے لکھوایا کہ مَیں نے ایک ناول لکھا تھا، اگر کسی کو اس سے تکلیف پہنچی ہو تو مَیں اس سے معافی مانگتا ہوں۔

حالانکہ ناول معروف ہستیوں کے نام لے لے کر گندی خلافِ انسانیت گالیاں بکنے کا نام نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی یہ معافی ایک دھوکہ ہے۔ کیونکہ معافی تو اسی سے مانگی جاسکتی ہے جس کو تکلیف یا نقصان یا بے عزتی یا بد قالی کی گئی ہو تو ان حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں، پھر کس سے معافی اور کیسی معافی ہے؟ یہ تو سب اللہ تعالیٰ کے مقربین اُس کے برگزیدہ ومنتخب ہستیاں ہیں۔ ان کی شان میں معمولی گستاخی بھی اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، عزیزوں خاندان کے لئے، اور اُن کے واسطہ سے اللہ تعالےٰ کی گستاخی ہی نہیں سخت تکلیف دینا ہے اور

اللہ تعالےٰ کی اذیت سے جو دُنیا و آخرت کے عذابوں، وبالوں کا حملہ اپنے اوپر اپنے حمایتیوں پر، ہمنواؤں پر بلکہ ساتھ میں بہت سے عوام پر بھی عذاب کا مطالبہ کر لینا ہے۔ ان سے تمام باتوں کی توبہ جزئی اور دل کی گہرائی سے توبہ کی ضرورت ہے۔

ظاہر ہے کہ اوّل[1] تو اُن سب سے معافی تک طلب نہیں کی گئی۔

دوسرے[2] توبہ کے قاعدہ سے نہیں کی۔

تیسرے وہاں سے معافی حاصل ہی نہیں ہو سکتی تو سارے عالم کو دھوکہ دے کر اندھا بنانا ہے۔

دوسرے رشدی کے بیان میں "اگر" کا لفظ بتا رہا ہے کہ اب بھی اُس کے نزدیک تو کوئی بات اہانت تذلیل و تحقیر کی واقعی نہیں ہوئی اگر کسی کو خواہ مخواہ تکلیف ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔

ذرا غور تو کیا جائے کہ توبہ خالص کی معافی اور وہ بھی صرف اس وقت کے متنبہ کرنے والوں سے اور پھر اپنی نظر میں غیر واقعی بات کہ "اگر" ہو تو، یہ کیا معافی مانگنا ہے؟ یہ تمام دُنیا کو دھوکہ دینے کے سوا اور کیا ہے؟ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا وہ دل کا حال خوب جانتے ہیں۔

دُنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کو جو اس سخت اضطراب کی آگ میں بھُن رہے ہیں اور تڑپ تڑپ جا رہے ہیں۔ کیا اس دھوکہ سے کوئی سکون ہو سکتا ہے؟ وہ تو اس لفظ معافی کو تیر و تفنگ سے زیادہ ہلکی اور جلتی آگ پر تیل نہیں بلکہ پٹرول چھڑکنا سمجھتے ہیں۔ اور رشدی کے چند حامی لوگ ہاں میں ہاں ملانے والے اس پر کچھ کہہ اُٹھیں تو کیا ان اربوں کے دل کی بھڑاس دھیمی ہو سکتی ہے؟ اگر واقعی جن کی اس قدر گندی توہین و تذلیل کی گئی ہے ان کو اور ان کے محبوبوں تمام انبیاء و رُسل تمام متقی لوگ، تمام شرافت رکھنے والے، تمام انسانیت کے پُتلے اس سے چین پا سکتے ہیں اور کیا وہ عذاباتِ الٰہی جو ایسے عرش ہلا دینے والے

گناہوں پر بے قرار ہو کر برس پڑتے ہیں۔ اس سے ان کی کوئی رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

احکامِ الٰہی، ارشاداتِ نبویؐ، اجماعِ اُمت، قیاسِ شرعی، عقلِ سلیم اور ہتکِ عزت کا قانون تمام دُنیا کی قوموں اور مملکتوں میں دیکھ چکے ہیں تو اس کے سوا کیا چارۂ کار ممکن ہے کہ رشدی کے اپنے وجود سے زمین و آسمان کو پاک کرا دیا جائے یہی اصل توبہ ہے۔

سُنا ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک صاحب سے زنا صادر ہو گیا تھا، ان کو سب انجام نظر آتے تھے اس کے باوجود خود حاضر ہوئے اور سزائے اسلامی رجم سے فنا کے گھاٹ اُتر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی توبہ وہ توبہ ہے کہ سارے مدینہ والوں پر تقسیم ہو جائے تو سب کی نجات کو کافی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ ایسی ہی توبہ نصیب ہو جائے۔

خلاصہ

۱۔ اب تک قرآن حکیم کی آیاتِ طیبات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک، اجماع اُمت کے حوالوں اور جلیل القدر ائمہ فقہاء کے حوالے سے جو تحقیق پیش کی گئی۔ اس سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صراحتہً یا تعریضاً بدگوئی کرنے والا شخص مرتد بھی ہے اور آپؐ کی ذاتِ اقدس پر تہمت لگانے والا بھی ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ مرتد کی سزا قتل ہے یعنی اس کو قتل کرنا فرض ہے۔ اس میں بھی مرد مرتد کے قتل کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہُوا کہ قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے، وہ ہر طریقہ سے

ایسے مجرم کو نکال کر اُس پر قتل کی سزا جاری کرے۔ عام آدمی کے لئے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے مرتد کو قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے نہ تاوان، کیونکہ مرتد مباح الدم (یعنی جائز القتل) ہوتا ہے۔ عام شخص کے لئے ایسا کرنا صرف خلافِ مستحب ہے جس پر حکومت کی طرف سے صرف تادیب ہوگی۔

۴۔ یہ بات بھی اچھی طرح سے ثابت ہوگئی کہ ایسا مرتد اگر صحیح طرح توبہ نہ کرے تو اس کی سزا ہر حال میں قتل ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۵۔ یہ بات بھی خوب ثابت ہوگئی کہ ایسا بدگو مرتد اگر اپنی بدگوئی اور اپنے کفر سے صحیح توبہ کرلے تب بھی اکثر علماء، فقہاء اور محدثین کے نزدیک اس کا اسلام تو قبول ہو جائے گا مگر بدگوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگانے کی وجہ سے اُس کی سزائے قتل ہرگز معاف نہ ہوگی۔ اسلام لانے کے باوجود بطور حد کے قتل کیا جائے گا (جیسا کہ عام انسانوں کو لگائی جانے والی تہمت پر حدِ قذف کہ وہ بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتی۔) احناف کے اکثر جلیل القدر علماء کا یہی مذہب ہے۔

۶۔ البتہ بعض علماء کے نزدیک اگر وہ صحیح طور پر توبہ کرلے (جس طرح توبہ کرنی چاہیئے) تو اسلام قبول کرنے کے علاوہ اس کی سزائے قتل معاف ہوسکتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک شافعی اور ایک حنفی عالم کی عبارتیں پیش ہیں۔ تطویل کے پیشِ نظر ترجمہ نہیں کیا گیا :-

من قال بسقوط وجوب قتل السابّ إذا تاب

١ قال القاضی ابویحیی زکریا الانصاری الشافعی وهو تلمیذ ابن حجر و ابن الهمام و استاذ الشعرانیؒ فی فتاواہ -

سئل عن سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تاب هل الفتوٰی علی قتلہٗ حدًّا کما صرح بہ صاحب الشفاء نقلا عن اصحاب الشافعی أو علی خلافہ فأجاب أن الفتوٰی علی عدم قتلہ کما جزم بہ الأصحاب فی سبّ غیر قذف ورجحہ الغزالی و نقلہٗ ابن المقری عن تصحیفہ فی سبٍّ ہو قذف لان الاسلام یَجُبُّ ما قبلہ۔ و نقل قتلہ عن اصحاب الشافعی وهمٌ۔ بل هم متفقون علی عدم قتلہٗ فی الشق الاوّل وجمهورهم مرجّحون لہٗ فی الثانی -

(فتاویٰ شیخ الاسلام الانصاری)

٢ وتکلم ابن عابدین فی حاشیتہ علی الدرو قال فی آخر کلامہ : وقد استوفیت الکلام علی ذلک فی کتاب سمیتہٗ تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الأنام علیہ الصلوۃ والسلام -

(شامی ص ۲۳۳ ج ۴)

وفی رسائل ابن عابدینؒ فی الرسالۃ المذکورۃ :-

ثم اعلم ان الذی تحرر لنا من مسئلۃ الساب ان للحنفیۃ فیها ثلاثۃ اقوال -

قول الاوّل | انہٗ تقبل توبتہ ویندری عنہ القتل بہا

وأنهٗ يستتاب كما هو رواية الوليد عن مالك وهو المنقول
عن أبي حنيفة واصحابه كما صرح بذلك علماء المذاهب
الثلاثه كالقاضي عياض في الشفا وذكر أن الإمام الطبري
نقلهٗ عنهٗ ايضًا وكذا صرح به شيخ الإسلام ابن تيميه و
كذا شيخ الاسلام التقي السبكي وهو الموافق لما صرح به
الحنفيه كالإمام أبي يوسف في كتابه الخراج من أنهٗ
ان لم يتب قتل حيث علق قتله على عدم التوبة
فدل على أنهٗ لا يقتل بعدها ولما صرح به في النتف
ونقلوه في عدة كتب عن شرح الطحاوي من انهٗ مرتد
وحكمه حكم المرتد ويقتل به ما يفعل بالمرتد ولما
صرح به في الحاوي من انهٗ ليس لهٗ توبة سوى
تجديد الإسلام وهو الموافق أيضا لإطلاق عبادات
المتون كافة وهي الموضوعة لنقل المذاهب
وهذا بإطلاقه شامل لما قبل الرفع الى الحاكم و
لما بعدهٗ -

والقول الثاني ماذكرهٗ في البزازية اخذا من الشفاء
والصارم المسلول من أنهٗ لا تقبل
توبته مطلقا لا قبل الرفع ولا بعدهٗ وهو مذهب المالكية
والحنابلة وتبعهٗ على ذلك العلامة خسرو في الدرر
والمحقق ابن الهمام في فتح القدير، وابن نجيم في البحر
والأشباه والتمرتاشي في التنوير والمنح والشيخ خير الدين
في فتاواه وغيرهم -

والقول الثالث ما ذكره المحقق ابو السعود آفندى العمادى من التفصيل وهو أنه تقبل توبته قبل رفعه الى الحاكم لا بعده وتبعه عليه الشيخ علاء الدين فى الدر المختار وجعله محل القولين الاولين وقد علمت أنه لا يمكن التوفيق به للمباينة الكلية بين القولين وأن القول الثانى أنكره كثير من الحنفية وقالوا إن صاحب البزازية تابع فيه مذهب الغير وكذا أنكره أهل عصر صاحب البحر وعلمت أيضا أن الذى عليه كلام المحقق أبى السعود آخرا وهو أن مذهبنا قبول التوبة وعدم القتل ولو بعد رفعه الى الحاكم وهذا هو القول الاول بعينه ففيه ردّ على صاحب البزازية ومن تبعه وإنما جعلناه قوله ثالث بناء على ما افاده اوّل كلامه تنزلا وارخاء للعنان -

فيا اخى هذه الاقوال الثلاثة بين يديك قد أوضحته لك وعرضتها عليك فاخترمنها لنفسك ماينجيك عند حلول رمسك وأنصف من نفسك حتى تميز غثها من سمنها، والذى يغلب علىّ فى هذا الموضع الخطر والأمر العسر واختاره[له] لخاصته نفسى وأرتضيه ولا الزم احدًا أن يقلدنى فيه على حب ماظهر لفكرى الفاتر ونظرى القاصر هو العمل بما ثبت نقله عن أبى حنيفة وأصحابه الأمور الخ (رسائل ابن عابدين ص۳۲۳)

له وبمثله صرح ابن عابدين فى شرح عقود رسم المفتى ص۶ (بمشورة من الشيخ المفتى محمد رفيع العثمانى دام ظلهم) ۱۲ محمود -

توبہ کا طریقہ

تمام تحقیقات آپ سب کے سامنے رکھ دی ہیں۔ نرم بھی گرم بھی اُمّت کے بہت سے عمائدین کے نزدیک تو ان آیات و احادیث کی وجہ سے توبہ بھی معتبر نہیں۔ سوائے اپنے وجود سے دُنیا کو پاک کر دینے کے کوئی علاج نہیں ہے لیکن بعض حضرات نے توبہ کی اجازت دی ہے مگر یہ یاد رہے کہ ہر جُرم کی توبہ اسی کے درجہ کی ہوتی ہے اگر آج کے سب مسلمان بھی ان پر رحم کے لئے تیار ہوں اور وہ بھی دل سے احساس کر چکے ہوں تو رحم کے لئے تیار ہو جانے کی کم از کم علماء کے قول پر کچھ گنجائش ہے کہ جرم کے موافق توبہ کی ہو جس کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔ چونکہ یہاں جُرم بہت سے ہیں اس لئے ان کی توبہ اس مرتبہ کی ہو گی۔

۱۔ آیات، احادیث، اجماع اور قیاس سب سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے فوراً اسلام کی تجدید کرنی لازم ہے۔ سربر آوردہ علماء و عوام کے مجمع میں باقاعدہ اسلام کی تجدید کرنی ہو گی اور اس کا اسی قدر اعلان جس قدر ان حرکتوں کا اعلان ہوا ضروری ہو گا۔ ایسا نہ ہو اس سے پہلے موت آ جائے اور ہمیشہ کو جہنم میں رہنا ہو۔

۲۔ ان سب باتوں پر اسلام ختم ہونے سے نکاح بھی ختم ہو گیا۔ اب فوراً اسلام لاتے ہی نکاح کی بھی تجدید کرائیں اور اس کا اعلان اسی اعلان کی طرح ہو۔

۳۔ توبہ نام ہے تین باتوں کا: (۱) گذشتہ پر انتہائی شرمندگی ہو۔ (۲) اس وقت انتہائی عاجزی اور گریہ وزاری سے خدا تعالےٰ سے

معافی مانگی جائے۔ (iii) آئندہ کے لئے ان سب باتوں کے نہ کرنے کا پختہ عہد کیا جائے۔

بلکہ ان کی تلافی کے لئے ان سب کے محاسن بزرگی اعلیٰ مرتبوں کو اسی عام ترین اعلان سے تقریر و تحریر سے ظاہر کرتے رہا کریں اور گذشتہ کی غلطیاں طشت از بام کریں تو توبہ کی تکمیل ہو جائے۔

۴ امر اول کے لئے یعنی گذشتہ پر شرمندگی کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ہر بات کا بے دلیل، بے مشاہدہ، بے ثبوت، جھوٹ، بہتان ہونا اور بھکانے والوں کی حرکت کا انکشاف اسی زور شور سے انہی تمام اخبارات میں آنا ضروری ہے جن میں یہ سب باتیں آج تک طبع ہوتی رہیں۔

۵ جب تک یہ کتاب دُنیا میں موجود رہے گی، پڑھی جاتی رہے گی' اس کا رہنا، پڑھا جانا، ان پر شرمندگی، اُن کا بیہودہ، غلط، جھوٹ ہونا ختم نہ ہوگا۔ جس طرح ہو سکے اُس کے ہر ہر نُسخہ کو علی الاعلان ہر جگہ جلوایا کریں اور مصنف یہ اعلان کرے کہ سب اس کو جلا دیں ورنہ کم از کم اس سے میرے نام کے ورق کو جلا دیں۔ عام اعلان سب اخباروں کو دیا جائے۔ اس طرح توبہ کا پہلا جز مکمل ہوگا۔ پھر دوسرا، تیسرا جز اور ان کا اعلان دُنیا بھر میں ہو۔

۶ فوراً ان تمام باتوں کا بے ثبوت، بے اصل، جھوٹ، کافرانہ ایجادات قرار دینے کے مضامین کی اس قدر بھرمار ہو جس قدر ان باتوں کی ہو چکی ہے۔

یہ توبہ ہو جائے تو رشدی صاحب ہمارے جگری بھائی بن جائیں گے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے: التائب من الذنب کمن لاذنب له۔ "گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا ہے جیسا اُس کا کوئی گناہ نہیں" پس توبہ خالص و مکمل ہو تو ان بعض علماء کے نزدیک پاک ہو سکتے ہیں (جن کی عبارات آخر میں ہم نے درج کی ہیں۔)

۞

ضمیمہ ۱

قائد ایران کے مثالی اقدامات

سات نکات

علامہ خمینی نے عظیم الشان اقدامات کر کے ساری دُنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ اس سے زیادہ دُنیا بھر میں کوئی اور مجرم نہیں ہو سکتا۔

۱ ایسے مجرم کو قتل کرنے والے کے لئے وہ عظیم انعامات مقرر کئے کہ آج تک پُوری دُنیا میں کسی نے اتنے انعامات مقرر نہیں کئے ہوں گے۔ اگر اس کا قاتل ایران کا باشندہ ہو تو پچاس لاکھ ڈالر (۵۰۰۰۰۰۰) اور اگر دوسرے مُلک کا باشندہ ہو تو دس لاکھ حکومتِ ایران پیش کرے گی۔

علامہ خمینی کا انعام ساری دُنیا کے انعامات سے بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی اندرونی حقیقت اور بھی بہت بڑی شان کا انعام بنتا ہے کہ خمینی صاحب تقریباً ساری زندگی ایسے مذہب سے وابستہ رہے ہیں جو ایسی گالیوں کو بہترین ذخیرہ قرار دیتے ہیں تو جو شخص زندگی بھر ان گالیوں سے مانوس رہا آج اس سے بھی جو گالیاں برداشت نہ ہو سکیں اور اس قدر غیظ و غضب ان کو بدکردار پر آیا کہ دُنیا بھر میں سب سے زیادہ انعام کی پیش کش پر مجبور ہو گئے تو اس سے اندازہ لگایا جائے کہ غیر مانوس لوگوں کو ان گالیوں سے جو دین نہیں، شرافت نہیں، انسانیت کی رمق تک سے خالی ہونے کی دلیل ہیں، کس قدر ان کو غیظ و غضب ہُوا ہو گا اور ان کی غیرتِ ایمانی و غیرتِ شرافت و انسانیت کے اضطراب کا کیا عالم ہو سکتا ہے؟

۲ خمینی صاحب نے تمام دُنیا کی حکومتوں کو چیلنج دے دیا ہے کہ اگر ان میں

انسانیت کا ذرا سا بھی کوئی حصّہ باقی ہے تو اپنی پوری طاقت و قوت کا مظاہرہ کریں ورنہ اپنے آپ کو انسانیت کے طبقہ سے الگ قرار دیں۔

۳۔ حکومتِ ایران نے اقوامِ متحدہ کو جھنجھوڑ ڈالا ہے کہ کیا اقوام متحدہ دنیا کے سب سے بڑے مجرم کو یوں آزاد چھوڑنے سے اقوام متحدہ رہ سکتی ہے؟ کیا یہ دعویٰ بلا دلیل قابلِ تسلیم ہو سکتا ہے۔ آخر اقوام متحدہ کی غیرت وحمیت کی کوئی رمق باقی ہے یا بالکل غول غول رہ گئی ہے۔

۴۔ علامہ خمینی نے اپنے مُلک، اپنی قوم اور اپنے مذہب کو یہ درسِ عظیم دیا ہے کہ وہ آنکھوں سے پٹی ہٹائیں اور ایسی غلیظ گندی انسانیت سوز، غیرت وحمیت، شرافت و دیانت کا جنازہ نکالنے والی باتوں سے سخت احتراز کریں ورنہ سوچ لیں کہ اُن کے قاتل بھی اسی قدر انعامات کے حق دار ہوں گے۔ ممکن ہے قضاء قدرت انتقام لے لے۔ وقت ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے زندگی ہی میں ہر فرد اس سے بچ جائے۔ گذشتہ سے توبہ آئندہ عہد پختہ کر لیں۔

۵۔ قیامت تک کے لئے ساری دُنیا کو بتا دیا ہے کہ ایسا مجرم کوئی بھی ہو کہیں کا باشندہ بھی ہو وہ قتل کا اور اس کا قاتل ایسے انعام کا مستحق ہے اس سے اس کے جرم کا اندازہ کر لیں۔

۶۔ تمام حکومتوں اور قیامت تک آنے والی حکومتوں کو دکھلا دیا ہے کہ یہ مجرم انسانیت کا بدترین مجرم ہے۔ ہر حکومت اس سے متعلق اس کا قانون بنا کر اپنی انسانیت کا ثبوت دے کہ ایسے مجرم اللہ تعالےٰ کی زمین کو اپنے وجود سے ناپاک نہ کر سکیں۔ اگر حکومتیں ایسا قانون نہ بنائیں گی تو وہ ایسے مجرموں کی صف میں کھڑی ہونے کے قابل ہوں گی واہ واہ ؂

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

۷۔ جو حکومت رواداری برتے گی وہ بھی خود اس جرم کی مجرم قرار پائے گی خود سزا کی مستحق ہو گی ۔

ضمیمہ نمبر ۲

اسرائیل کا دُنیا بھر کو الٹی میٹم

سات نکات

اسرائیل نام کی حکومت نے اس کو پناہ دے کر انتہائی شرمناک خطرناک انسانیت کے مخالف کام کیا ہے ۔

نمبر ۱ اسرائیل نے حمایت کر کے علی الاعلان اعتراف کر لیا ہے کہ اس کے اندر اسی کا ہاتھ ہے، نام صرف سلمان رشدی کا ہے اس کو تو صرف بیوقوف بنایا گیا ہے، اندر سے سارا کام اسرائیل کا ہے ۔

نمبر ۲ اسرائیل نے ساری دُنیا کی حکومتوں کو الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اس گندے غیر انسانی جرائم کے حامی کے دُنیا بھر میں محافظ ہم ہیں۔ جس کا جی چاہے ہم سے مقابلہ کر لے۔ ہم اُس کے برابر حامی ہی رہیں گے خصوصاً دُنیا بھر کے اربوں مسلمانوں اور اُن کی حکومتوں کو اور ہر انسانیت رکھنے والی حکومت کو جنگ کا الٹی میٹم ہے کہ کوئی ہے جو اس کو لے سکے ۔

نمبر ۳ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ مجرم کی حمایت جُرم کی پرورش بلکہ اور حوصلہ دینے کے برابر ہے۔ یہ بات خود اُسے ساری دُنیا میں بدنام

کرنے کے لئے کافی ہے۔

۴۔ کیا پوری حکومت میں کوئی انسان انسانیت سوز فحش گالیوں سے بیقرار ہونے والا نہیں ہے سب خلاف انسانیت مزاج کے مالک ہیں۔

۵۔ کیا اسرائیل کو معلوم نہیں کہ دُنیا کے معزز ترین بزرگوں کی تذلیل سے عرش تک لرز اُٹھتا ہے اور پھر تمام مجرموں اور اُن کے حمایتیوں پر انتقام قدرت نازل ہو سکتا ہے۔

۶۔ کیا اسرائیل نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی غیرت، حیا، شرم، حمایتِ حق کا ولولہ نہیں رہا ہے کہ اُس نے علی الاعلان الٹی میٹم دے دیا ہے۔

۷۔ کیا اسرائیل نے اسی سے اس کی تائید نہیں کر دی ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب یہودیوں سے اسلام کی روز بروز کی فتوحات برداشت نہ ہو سکیں تو اپنی عورتوں کو منافق بنا کر مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے نکاح میں داخل کیا اور یہ پھوٹ ڈالنے کا کام کیا کہ جانشین داماد تھا، سب غاصب ظالم ڈاکو ہیں اور اسی سے ایک فرقہ جنم لے گیا جس کا ڈیڑھ ہزار سال تک کوئی اور حملہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تو یہ حملہ بھی اسی طرح کا ہے، یہ بھی صدیوں تک برابر کام کر سکتا ہے۔ اس سے اس حربہ کی حمایت بھی ثابت ہو گئی۔

اسرائیل یاد رکھے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ دجّال کے ساتھ سارے یہودیوں کا قلع قمع ہو گا۔ کوئی نام کا یہودی بھی نہ رہ سکے گا۔ دُنیا و آخرت دونوں جہان کی تباہی ان کے لئے آ رہی ہے۔ اچھا ہو کہ وہ ہوش سنبھال لیں۔

استفتائے کے نمبروار جوابات

نمبر ۱ یہ شخص مرتد ہے جیسا کہ آیات و احادیث اور اجماع و قیاس وغیرہ سے ثابت ہو چکا ہے اور جو کافر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے وہ حضورؐ کے زمانے تک منافق اور بعد میں زندیق کہلاتا ہے (دیکھیں آیت ۲۲ اجماع کی بحث اور حوالہ نمبر ۹) اس لئے یہ شخص مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

نمبر ۲ تمام آیات، احادیث، اجماع، قیاس، عقل اور فقہاء و علماء کی عبارات، سب سے ثابت ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالےٰ کی زمین کو پاک کرنا ضروری ہے۔

نمبر ۳ جس کو قدرت ہو، جب قدرت ہو وہ سزا نافذ کرے۔ یہ ہر مسلم حکومت کا فرض ہے یا کوئی غازی علم دین پیدا ہو جائے۔

نمبر ۴ جس کو قدرت ہو فوراً سزا نافذ کرے، قدرت نہ ہو تو قدرت حاصل کرے۔ جیسا کہ احادیث پاک کے حصّہ میں گزر چکا ہے کہ بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو سزا دی گئی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر مقدمہ چلائے ایسے گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (دیکھیں نابینا کی باندی کا واقعہ، کعب بن الاشرف، ابن خطل وغیرہ کا واقعہ)۔

نمبر ۵ رشدی نے جو معافی مانگی وہ دھوکہ ہے، جیسا کہ اسی عنوان سے لکھا جا چکا ہے اور توبہ کا صحیح طریقہ بھی گزر چکا ہے جس کی صرف بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

نمبر ۶ پبلشرز اور ملوث اداروں کے ساتھ قطع تعلق اگر مثل سزا کے ہو یعنی کُل

مسلمان بائیکاٹ کر دیں تو ضروری ہے اور قلبی محبت ہر کافر سے حرام ہے اور جو چیز قلبی تعلق کا قریبی ذریعہ ہوگی وہ بھی حرام اور جو بعید ذریعہ ہوگی وہ مکروہ ہے۔

۷ کفر کی حمایت اور اس کو سراہنا خود کفر ہے۔ ہر مسلمان کے ذمّہ ہے کہ جتنی قوت و طاقت ہو ان حرکتوں کو، ان حرکت والوں کو، ان کے اسباب و ذرائع کو ملیامیٹ کر دیں۔ اور جس کو اس کی قدرت نہ ہو اس کو زبان سے اس کی خرابی اور برائی کا بیان کرنا واجب ہے اور جس کو زبان سے کہنے میں جان مال کا خطرہ ہو اُس کو دل میں بُرا جاننا واجب ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں یہی تفصیل آئی ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہٗ: العبد محمود اشرف عفی عنہ املاءً من الشیخ
الفقیہ المفتی جمیل احمد التھانوی مدّ اللہ ظلہٗ العالی
۱۸ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

کھیل کود اور تفریح

کی شرعی حیثیت

ایک اہم معاشرتی مسئلے پر ایک اچھوتی تحریر
مستند حوالہ جات کے ساتھ

از

جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہم
استاذ جامعہ دار العلوم کراچی

ناشر
ادارہ اسلامیات ۰ ۱۹۰ انارکلی ۰ لاہور ۲ ۔ پاکستان
۳۵۲۲۵۵-۷۲۲۳۹۹۱

تصوّف کی حقیقت

اور اُس کا طریقِ کار

تصوّف اور اس کی شرعی حیثیت، سلاسل، اذکار، اوراد اور
دیگر اصطلاحاتِ تصوّف کی حقیقت، عہدِ جدید میں ہر مسلمان
کے لیے تصوّف کی اہمیت پر ایک مستند اور جامع تحریر

از

جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہم
استاذ جامعہ دارالعلوم ــ کراچی

ادارہ اسلامیات
۱۹۰ ـ انارکلی، لاہور ۲، پاکستان
فون: ۷۲۴۳۹۹۱ ــــ ۳۵۲۲۵۵

جمال الاولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ

حضرت شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمہ اللہ کی تصنیف "جامع کرامات الاولیاء"
کی تلخیص و ترجمہ، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام
رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات و خوارق عادات کا ایک جامع و مستند تذکرہ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ العالی

ادارہ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی ○ لاہور۲
فون ۳۵۲۲۵۵-۷۲۴۳۹۹۱